ماہنامہ

احمدی نوجوانوں کیلئے

ستمبر 2004ء

مدیر

منصور احمد نورالدین

بیڈمنٹن ٹورنامنٹ کی تقریب کا ایک منظر

محترم مہتمم صاحب صحت جسمانی انعامات تقسیم کرتے ہوئے

محترم صدر صاحب کا پیغام

مجلس خدام الاحمدیہ کے نام

پیارے خدام بھائیو!

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے جلسہ سالانہ برطانیہ 2004ء کے موقع پر اپنے اختتامی خطاب میں وصیت کے آسمانی نظام میں شامل ہونے کی تحریک کرتے ہوئے فرمایا:-

''میری یہ خواہش ہے اور میں یہ تحریک کرنا چاہتا ہوں کہ اس آسمانی نظام میں اپنی زندگیوں کو پاک کرنے کے لیے، اپنی نسلوں کی زندگیوں کو پاک کرنے کے لیے شامل ہوں، آگے آئیں اور کم از کم (یہ کم وبیش اندازہ میں نے دیا تھا) کم از کم پندرہ ہزار اس ایک سال میں نئی وصایا ہو جائیں تا کہ کم از کم پچاس ہزار وصایا تو ایسی ہوں جو سو سال میں ہم کہہ سکیں کہ ہوئیں .... میری یہ خواہش ہے کہ 2008ء میں جب خلافت احمدیہ کو قائم ہوئے انشاء اللہ تعالیٰ سو سال ہو جائیں تو دنیا کے ہر ملک میں، ہر جماعت میں جو کمانے والے افراد ہیں، چندہ دہند ہیں ان میں سے کم از کم پچاس فیصد تو ایسے ہوں جو حضرت اقدس مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے اس عظیم الشان نظام میں شامل ہو چکے ہوں اور روحانیت کو بڑھانے اور قربانیوں کے یہ اعلیٰ معیار قائم کرنے والے بن چکے ہوں اور یہ بھی جماعت کی طرف سے اللہ تعالیٰ کے حضور ایک حقیر سا نذرانہ ہوگا جو جماعت خلافت کے سو سال پورے ہونے پر دے رہی ہوگی، شکرانے کے طور پر اللہ تعالیٰ کے حضور پیش کر رہی ہوگی۔''

اللہ تعالیٰ ہمیں حضور انور ایدہ اللہ کی اس تحریک پر عمل کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین

والسلام

خاکسار

سید محمود احمد

صدر مجلس خدام الاحمدیہ پاکستان

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

احمدی نوجوانوں کے لئے

ماہنامہ خالد

ستمبر 2004ء
تبوک 1383 ہش

جلد 51
شمارہ نمبر 9

monthlykhalid52@yahoo.com

مدیر
منصور احمد نور الدین

مجلس ادارت
میر انجم پرویز - سہیل احمد ثاقب
شفیق احمد ججہ - طارق محمود بلوچ

اس شمارے میں

کمپوزنگ: اقبال احمد زبیر ٹائٹل ڈیزائننگ: شیخ خالد محمود پانی پتی پبلشر: قمر احمد محمود مینیجر: عزیز احمد پرنٹر: سلطان احمد ڈوگر

مطبع: ضیاء الاسلام پریس چناب نگر (ربوہ) مقام اشاعت: ایوان محمود دارالصدر جنوبی قیمت 10 روپے ..... سالانہ 100 روپے

PH: +92 4524 212349- 212685 FAX: +92 4524 213091

اداریہ

سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز فرماتے ہیں:-

''آج یہ ذمہ داری ہم احمدیوں پر سب سے زیادہ ہے کہ علم کے حصول کی خاطر زیادہ سے زیادہ محنت کریں، زیادہ سے زیادہ کوشش کریں۔ کیونکہ حضرت اقدس مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کو بھی قرآن کریم کے علوم و معارف دیئے گئے ہیں۔ اور آپؑ کے ماننے والوں کے بارے میں بھی اللہ تعالیٰ کا وعدہ ہے کہ میں انہیں علم و معرفت اور دلائل عطا کروں گا۔ تو اس کے لئے کوشش اور علم حاصل کرنے کا شوق اور دعا کہ اے میرے اللہ! اے میرے رب! میرے علم کو بڑھا بہت ضروری ہے۔ گھر بیٹھے یہ سب علوم و معارف نہیں مل جائیں گے۔ اور پھر اس کے لئے کوئی عمر کی شرط بھی نہیں ہے۔ تو سب سے پہلے تو قرآن کریم کا علم حاصل کرنے کے لئے، دینی علم حاصل کرنے کے لئے ہمیں حضرت اقدس مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے جو بے بہا خزانے مہیا فرمائے ہیں ان کو دیکھنا ہوگا۔ ان کی طرف رجوع کریں، ان کو پڑھیں کیونکہ آپؑ نے ہمیں ہماری سوچوں کے لئے راستے دکھا دیئے ہیں۔ ان پر چل کر ہم دینی علم میں اور قرآن کے علم میں ترقی کر سکتے ہیں اور پھر اسی قرآنی علم سے دنیاوی علم اور تحقیق کے بھی راستے کھل جاتے ہیں۔ اس لئے جماعت کے اندر حضرت اقدس مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی کتب پڑھنے کا شوق اور اس سے فائدہ اٹھانے کا شوق نوجوانوں میں بھی اپنی دنیاوی تعلیم کے ساتھ ساتھ ہونا چاہیے''۔

(خطبہ جمعہ فرمودہ 18 جون 2004ء۔ مطبوعہ الفضل انٹرنیشنل 2 تا 8 جولائی 2004ء)

اللہ تعالیٰ ہمیں ان زریں ہدایات پر عمل کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین

"میرے نزدیک مناسب ہے کہ ہماری جماعت کے لوگ ایک ایک نسخہ اس کتاب کا خرید لیں" حضرت مسیح موعود علیہ السلام

سیرۃ النبی صلی اللہ علیہ وسلم

کہ دشمن بھی کہنے لگے آفریں

(مرتبہ: شفیق احمد بجہ)

براہمو دھرم لاہور کے پرچارک "پرکاش دیو" نے اپریل ۱۹۰۷ء میں "سوانح عمری حضرت محمد صلعم بانی اسلام" کے نام سے کتاب لکھی۔ جو کہ حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کی زندگی پر مشتمل نہایت مختصر مگر جامع اور تعصب سے پاک کتاب ہے۔ اس کے کل ۱۳۷ صفحات ہیں۔ کتاب کے آخر پر حضرت مسیح موعود علیہ السلام کا درج ذیل خط شائع شدہ ہے۔ اس وقت آپؑ چشمۂ معرفت تحریر فرما رہے تھے۔ حضورؑ فرماتے ہیں۔ "آپ کی کتاب مجھ کو پہنچی۔ اس کے دیکھنے سے آپ کی انصاف پسندی اور حسن اخلاق اور خدا ترسی اور وسعت معلومات ثابت ہوتی ہے۔ درحقیقت دوسری قوموں میں اس طبیعت اور سلامت روشی اور حق گوئی کی عادت کے لوگ بہت کم ہیں .... میں آپ کی کتاب دیکھنے سے بہت خوش ہوا میرا ارادہ تھا کہ ایک رسالے میں جس کا تالیف کرنا میں نے شروع کیا ہے اور جس کی نسبت مجھے امید ہے کہ انشاءاللہ ایک ماہ تک اس کو چھاپ کر شائع کر دوں گا۔ آپ کی کتاب کا کچھ ذکر کروں۔ میں نے بغیر آپ کی اجازت کے مناسب نہیں سمجھا کہ ذکر کیا جاوے۔ اگر آپ دلی خواہش سے ایک ہفتہ کے اندر یا دس دن تک مجھے اجازت دیں تو کسی موقع پر اس کا ذکر کر سکتا ہوں بہرحال ہم آپ کی اس کوشش کا شکر کرتے ہیں اور آپ کے شکر گذار ہیں"۔ (سوانح عمری حضرت محمد صلعم صاحب صفحہ ۱۳۵، ۱۳۶)

حضرت مسیح موعودؑ نے چشمۂ معرفت میں اس سوانح عمری کا ذکر کرتے ہوئے فرمایا کہ "برہمو صاحب کا نام پرکاش دیو جی ہے جو برامھو دھرم لاہور کے پرچارک ہیں اور کتاب کا نام سوانح عمری حضرت محمد صاحب ہے اور پُر آشوب زمانہ میں کہ ہر ایک فرقہ خواہ آریہ ہیں خواہ پادری صاحبان دیدہ دانستہ کئی طور کے افترا کر کے ہمارے سید و مولیٰ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی توہین اور اسلام کی تحقیر کو بڑا ثواب کا کام سمجھ رہے ہیں ایسے وقت میں آریہ قوم میں ایسا منصف مزاج پیدا ہونا جو برہمو مذہب رکھتے ہیں نہایت عجیب بات ہے مؤلف کتاب نے اپنی دیانتداری اور انصاف پسندی اور حق گوئی اور بے تعصبی کا عمدہ نمونہ دکھلایا ہے۔ میرے نزدیک مناسب ہے کہ ہماری جماعت کے لوگ ایک ایک نسخہ اس کتاب کا خرید لیں قیمت بھی بہت کم ہے"۔

آیئے اس کتاب کے کچھ اقتباسات کا مطالعہ کریں۔ چند اقتباسات چشمۂ معرفت صفحہ ۲۵۵ تا ۲۶۴ میں موجود ہیں۔ باقی اصل کتاب سے لئے گئے ہیں۔

"...... حضرت محمدؐ صاحب عرب کے ایک مشہور اور معروف قبیلہ قریش کی شاخ بنو ہاشم میں پیدا ہوئے اور چونکہ آپ کے والدین بچپن میں ہی فوت ہو چکے تھے اس لئے آپ کو اس قدر تعلیم پانے کا بھی موقع نہ ملا کہ وہ ماں باپ کے زیر سایہ اپنی مادری زبان کو سیکھ سکتے بلکہ پیدا ہوتے ہی دودھ پلانے کے لئے ایک دیہاتی اور گنوار دایہ کے سپرد کئے گئے اور دن رات ایک گنواری زبان سے ان کو واسطہ پڑا شاید اس میں یہی حکمت خدا تھی کہ جو شخص جوان ہو کر کلام کا معجزانہ نمونہ پیش کرنے والا تھا وہ بچپن میں یوں گنواروں اور چرواہوں میں پلے تا خدا کی قدرت کا نمونہ ظاہر ہو۔ خدا نے جوان پر پیدا ہوتے ہی مصیبتیں ڈالیں

تو شاید اس میں یہ حکمت تھی کہ تا اُن کے مزاج میں اعلیٰ درجہ کا حلم اور صبر اور رحم پیدا ہو جائے اور تا وہ ہمدردی بردباری اور غم خواری سے اپنے ہم وطنوں کو چاہ گمراہی سے باہر نکالیں"۔

"......حضرت کے اوپر جو ظلم ہوتا تھا اُسے جس طرح بن پڑتا تھا وہ برداشت کرتے تھے۔ مگر اپنے رفیقوں کی مصیبت دیکھ کر ان کا دل ہاتھ سے نکل جاتا تھا اور بیتاب ہو جاتا تھا ان غریب مومنوں پر ظلم وستم کا پہاڑ ٹوٹ پڑا تھا۔ لوگ اُن غریبوں کو پکڑ کر جنگل میں لے جاتے اور برہنہ کر کے جلتی تپتی ریت میں لٹا دیتے اور ان کی چھاتیوں پر پتھر کی سلیں رکھ دیتے وہ گرمی کی آگ سے تڑپتے۔ مارے بوجھ کے زبان باہر نکل پڑتی۔ بہتیروں کی جانیں اس عذاب سے نکل گئیں۔ انہیں مظلوموں میں سے ایک شخص عمار تھا جسے اس حوصلہ وصبر کی وجہ سے جو اس نے ظلموں کی برداشت میں ظاہر کیا حضرت عمار کہنا چاہیے ان کی مشکیں باندھ کر اسی پتھریلی زمین پر لٹاتے تھے اور ان کی چھاتی پر بھاری پتھر رکھ دیتے تھے اور حکم دیتے تھے کہ محمدؐ کو گالیاں دو۔ اور یہی حال ان کے بڈھے باپ کا کیا گیا۔

ان کی مظلوم بی بی سے جس کا نام سمیہ تھا یہ ظلم نہ دیکھا گیا اور وہ عاجزانہ فریاد زبان پر لائی اس پر وہ بے گناہ ایماندار عورت جس کی آنکھوں کے روبرو اس کے شوہر اور جوان بچے پر ظلم کیا جاتا تھا برہنہ کی گئی اور اسے سخت بے حیائی سے ایسی تکلیف دی گئی جس کا بیان کرنا بھی داخل شرم ہے آخر اس عذاب شدید میں تڑپ تڑپ کر اس ایماندار بی بی کی جان نکل گئی۔

اس طرح ابوطالب کے مرنے کے بعد قریش نے آپ کو بہت دکھ دینا شروع کیا۔ تب آپ نے یہ ٹھانی کہ آؤ اس شہر سے طائف کو چلیں اور وہاں کے لوگوں کو وعظ ونصیحت کریں چنانچہ آپ زید بن حارث کو اپنے ساتھ لے کر طائف کو چلے۔

تقدیر کی بات ہے وہاں کے لوگ آپ کی وعظ سے ایسے برافروختہ ہوئے کہ انہوں نے آپ کو وہاں ٹھیرنے تک کی اجازت نہ دی اور پتھر روڑے اور اینٹیں مار مار کر اور لڑکے پیچھے لگا کر اسی وقت شہر سے نکال دیا۔ آپ کے پاؤں ٹخنے پنڈلیاں پتھروں سے زخمی ہو گئیں۔ پنڈلیوں کا خون پونچھتے جاتے تھے اور آبدیدہ ہو کر اپنے خدا کی درگاہ میں نہایت عاجزی سے دعا کرنے لگے۔

کہ اے خداوند! میں اپنے ضعف وناتوانی اور مصیبت اور پریشانی کا حال تیرے سوا کس سے کہوں مجھ میں صبر کی طاقت اب تھوڑی رہ گئی ہے مجھے اپنی مشکل حل کرنے کی کوئی تدبیر نظر نہیں آتی۔ میں سب لوگوں میں ذلیل اور رسوا ہو گیا ہوں تیرا نام ارحم الراحمین ہے تو رحم فرما"۔

(سوانح عمری حضرت محمد صلعم صاحب صفحہ ۱۸ تا ۴۸
بحوالہ روحانی خزائن جلد ۲۳ چشمہ معرفت صفحہ ۲۵۶ تا ۲۶۰)

محمدؐ صاحب سے پہلے دُنیا میں بہت سے نبی گزر چکے تھے اور ان میں سے بعض جیسے حضرت موسیٰ اور حضرت مسیحؑ نہایت اولوالعزم پیغمبر تھے۔ لیکن اُن کی رسالت اور آنحضرتؐ کی رسالت میں یہ بڑا فرق تھا کہ وہ نبی صرف اپنے بھائیوں یعنی بنی اسرائیل کی ہدایت کو اپنا فرض سمجھتے تھے۔ حضرت موسیٰ کی نبوت اور اُن کی کل زندگی بنی اسرائیل اور اُن کے ہی معاملات میں صرف ہوئی۔ حضرت مسیحؑ بھی ہمیشہ یہی فرماتے رہے کہ میں بنی اسرائیل کی بھولی بھٹکی بھیڑوں کو راستہ دکھانے آیا ہوں۔ چنانچہ انہیں کی ہدایت میں لگے رہے۔ لیکن آنحضرت نے کبھی یہ نہیں کہا کہ "میں بنی اسمٰعیل کی ہدایت کے لئے آیا ہوں"۔ انہوں نے بنی اسمٰعیل اور بنی اسرائیل کو ایک آنکھ سے دیکھا۔ بلکہ انہیں اور تمام دنیا کو اپنا بھائی جانا اور سب کو یکساں محبت اور دردمندی سے پیغام الٰہی سنایا۔ بادشاہوں کے شان وشکوہ کا رعب بھی انہیں پیغام الٰہی کے پہنچانے سے مانع نہیں ہوتا تھا۔ وہ جس

آزادی سے ایک ادنیٰ غریب آدمی کو صداقت کی طرف بلاتے تھے اُسی آزادی سے بے دھڑک عظیم الشان بادشاہوں اور شاہنشاہوں کو پیغام حق بھیجتے تھے۔ چنانچہ اس سال اُنہوں نے بڑے بڑے عظیم الشان بادشاہوں اور فرمانرواؤں کو اپنی رسالت کا پیغام بھیجا۔ اور انہیں دین حق کی طرف مدعو کیا۔ جن جن بادشاہوں کی طرف اس قسم کے فرمان بھیجے گئے۔ ان میں چار نہایت قابل ذکر ہیں۔

۱۔ کسریٰ خسرو پرویز۔ شاہ ایران

۲۔ ہرقل شہنشاہ قسطنطنیہ یعنی قیصر سلطنت روما

۳۔ نجاشی شاہِ ابی سینیا یعنی ملک حبش

۴۔ شاہ بنی غسان

جو فرمان ان بادشاہوں کے پاس بھیجے گئے نہایت سادہ اور ان کا مضمون نہایت مختصر تھا۔ ان کا خاکہ یہ تھا:-

''یہ خط محمد کی طرف سے جو اللہ کا بندہ اور اس کا پیغامبر ہے فلاں بادشاہ کی طرف۔ معلوم ہو کہ جس نے توحید الٰہی کے دین کو اپنا شعار بنا لیا۔ وہ ہمیشہ کی سلامتی میں آیا۔ مَیں تمہیں اس دین وحدانیت کی طرف بلاتا ہوں۔ اگر تم اس پر ایمان لاؤ گے تو دین دنیا کی سلامتی پاؤ گے''۔

کہتے ہیں کہ یہ خط کسرائے فارس کے پاس پہنچا۔ تو اُس کے ہاں بڑے دھوم دھام کا جشن ہو رہا تھا۔ شاہ مذکور نے انہیں دنوں اہل روما پر بڑی فتح پائی تھی۔ اور یہ جشن اسی فتح کی خوشی میں منایا گیا تھا۔ جب شاہ ایران کے سامنے یہ چٹھی پڑھی گئی اور اس نے اپنا نام محمدؐ کے نام کے بعد سنا تو طیش میں آ کر غصے سے اس چٹھی کے پرزے پرزے کر ڈالے۔

آنحضرتؐ کو جب اس ماجرے کی خبر پہنچی۔ تو آپ نے فرمایا کہ اگر وہ راہ حق اختیار نہیں کرے گا تو خدا اس کی سلطنت کے اسی طرح ٹکڑے ٹکڑے کرے گا۔ جس طرح اس نے پیغام الٰہی کے کئے ہیں۔ چنانچہ چند سال کے اندر ایسا ہی ہوا کہ سلطنت ایران نیست و نابود ہو گئی۔

ہرقل شہنشاہ قسطنطنیہ کے پاس جب آپ کی سفارت پہنچی تو شہنشاہ نے اس کے ساتھ نہایت دوستانہ سلوک کیا۔ نہایت تعظیم سے اُس پیغام کو دربار خاص میں سب کو سنایا۔ گو شہنشاہ ساری قوم کے لحاظ سے یک لخت اپنا دین نہیں بدل سکتا تھا۔ مگر اس نے نہایت اکرام و احترام کے ساتھ بیش بہا تحائف آنحضرتؐ کے لئے بھیج کر سفارت کو واپس کیا۔

نجاشی شاہ ابی سینیا نے سفارت محمدی کی تعظیم و تکریم میں اور بھی مبالغہ کیا۔ اور آپ کی نبوت کی پوری تصدیق کی۔ اور دین اسلام اختیار کیا۔ اور ایک نہایت بیش بہا باد پا گھوڑا۔ اور اصطبل خاص کا ایک بینظیر خچر جو دُل دُل کے نام سے مشہور تھا اور خدمتگار کنیز جس کا نام بریرہ تھا آپ کی خدمت میں بطور تحفۂ ناچیز سفارت کے ہمراہ بھیجے۔

شاہ بنی غسان نے سفارت کے ساتھ نہایت بے ادبانہ سلوک کیا۔ یہاں تک کہ انہوں نے سفیر کو قتل کروا ڈالا۔ اس بے ادبی سے اگرچہ مسلمانوں کے دلوں کو بہت صدمہ پہنچا مگر اسی واقعہ سے فتح روم و شام کا دروازہ کھلا''۔ (صفحہ ۹۹ تا ۱۰۲)

''...... جب عرب میں انقلاب روحانی ہو چکا تو محمدؐ صاحب کو معلوم ہو گیا کہ جس مطلب کے لئے خدا نے مجھ کو پیدا کیا تھا وہ ہو چکا اور یقین کیا کہ اب میری موت کے دن قریب ہیں۔ تب انہوں نے ایک الوداعی حج کرنے کی ٹھانی۔ چنانچہ ۲۵ ذوالقعد کو آپ کا قافلہ مکہ کو روانہ ہوا۔ مگر ناظرین کیا تم قیاس کر سکتے ہو کہ اس حج میں آپ کے پیچھے کتنے آدمی تھے؟ وہی آمنہ کا یتیم بچہ جسے دائی حلیمہ پرورش کے لئے لینے میں بھی تامل کرتی تھی۔ وہی شخص جسے مکہ میں کوئی پناہ نہ دیتا تھا۔ اور جسے بھاگتے وقت صرف دو جاں نثار رفیق ملے۔ کہ ایک بستر پر لیٹا اور ایک نے ان کے ساتھ جان جوکھوں میں ڈال پہاڑ کی کھوہ

میں پناہ لی۔ کچھ خیال کر سکتے ہو۔ آج اس کے جھنڈے کے نیچے کتنے آدمی ہیں؟

آج اس کے ساتھ ایک لاکھ چوبیس ہزار خدا پرست میدان عرفات میں خدائے واحد کے حضور میں سر ننگے کھڑے۔ بن سلے کپڑے کفن کی طرح پہنے۔ امیری غریبی کا فرق دور کئے۔ میدان حشر کا نمونہ بنائے کھڑے ہیں۔ اللہ اکبر۔ صداقت کی کامیابی! کیسا عالیشان نظارہ ہے!!

آنحضرتؐ جبل عرفات پر چڑھ گئے اور اپنے جاں نثاروں کو یوں خطاب کیا:۔

''اے حاضرین اہل اسلام شاید میں اگلے سال تم لوگوں میں نہ ہوں گا۔ اب جو کچھ کہتا ہوں اس کو کان لگا کر سنو اور دل سے اس پر توجہ کرو۔ یہ مہینہ اور خاص کر یہ دن تم لوگوں کے لئے مقدس ہے۔ تم سب کے سب ہر سال اس دن اپنے خدا کے حضور اس گھر میں حاضر ہوا کرو۔ اے اہل اسلام یہ یاد رکھو کہ قیامت کے دن تم سب کو اپنے خدا کے سامنے حاضر ہونا پڑے گا۔ وہ اس وقت تمہارے ہر فعل اور حرکات سکنات کا حساب کتاب لے گا۔

دیکھو عورتوں کے ساتھ کبھی بدسلوکی نہ کرنا۔ ان سے ہمیشہ مہربانی سے پیش آنا۔ غلاموں کو وہ آسائش دینا جو تم اپنے آپ کو دیتے ہو۔ اگر اُن سے کوئی خطا ہو جائے تو درگزر کرنا۔ یاد رہے کہ کُل مسلمان آپس میں بھائی ہیں۔ دیکھو کوئی ایک دوسرے کی حق تلفی نہ کرے''۔

اس کے بعد نماز حج ادا کی گئی اور محمدؐ صاحب مدینہ کو واپس آئے۔ (صفحہ ۱۳۱ تا ۱۳۲)

(سوانح عمری حضرت محمد صلعم صاحب بانی اسلام مرتبہ: شردھے پرکاش دیوجی پرچارک براہمو دھرم۔ مطبوعہ رفاہ عام سٹیم پریس لاہور)

خدا کا پیار

حضرت خلیفۃ المسیح الثالث رحمہ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں:۔

''ایک موقعہ پر ظالمانہ طور پر ہمیں بھی قید میں بھیج دیا گیا۔ گرمیوں کے دن تھے اور مجھے پہلی رات اُس تنگ کوٹھڑی میں رکھا گیا جس میں ہوا کا کوئی گذر نہیں تھا اور اس قسم کی کوٹھڑیوں میں اُن لوگوں کو رکھا جاتا ہے جنہیں اگلے دن پھانسی پر لٹکایا جانا ہو۔ زمین پر سونا تھا۔ اوڑھنے کے لئے ایک بوسیدہ کمبل تھا اور سرہانے رکھنے کے لئے اپنی اچکن تھی۔ بڑی تکلیف تھی۔ مَیں نے اس وقت دعا کی کہ اے میرے ربّ میں ظلم کر کے، چوری کر کے، کسی کی کوئی چیز مار کر یا غصب کر کے یا کوئی اور گناہ کر کے اس کوٹھڑی میں نہیں پہنچا میں اس جگہ اس لئے بھیجا گیا ہوں کہ جہاں تک میرا تعلق ہے میں سمجھتا ہوں کہ مَیں تیرے نام کو بلند کرنے والا تھا مَیں اس جماعت میں شامل تھا کہ جو تو نے اِس لئے قائم کی ہے کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی محبت دلوں میں پیدا کی جائے۔ میرے ربّ مجھے یہاں آنے کی وجہ سے کوئی تکلیف نہیں۔ مجھے کوئی شکوہ نہیں۔ میں کوئی گلہ نہیں کرتا۔ میں خوش ہوں کہ تو نے مجھے قربانی کا ایک موقع دیا ہے اور میری اس تکلیف کو میری اپنی نگاہ میں بھی کوئی حقیقت اور قدر نہیں ہے لیکن یہ بھی ایک حقیقت ہے کہ مَیں اس جگہ جہاں ہوا کا گذر نہیں سو نہیں سکوں گا۔ یہ دعا کر رہا تھا اور میری آنکھیں بند تھیں میں بلا مبالغہ آپ کو بتاتا ہوں کہ مجھے ایسے محسوس ہوا کہ میرے نزدیک ایک ائیر کنڈیشن لگا ہوا ہے اور اس سے ایک نہایت ٹھنڈی ہوا نکل کر مجھ پر پڑنی شروع ہوئی اور میں سو گیا۔ غرض ہر دکھ کے وقت میں، ہر مصیبت کے وقت میں، جب عظیم منصوبے بنائے گئے ان اوقات میں اللہ تعالیٰ کا پیار آسمان سے آیا اور اُس نے ہمیں اپنے احاطہ میں لے لیا اور ہمیں تکلیفوں اور دکھوں سے بچایا اور ایسی لذت اور سرور کے سامان پیدا کئے کہ دنیا اس سے ناواقف ہی نہیں اس کی اہل بھی نہیں ہے''۔ (المصابیح صفحہ ۱۸۷)

سیرت حضرت مسیح موعود علیہ السلام

اس کا چہرہ رات میں اِک دن نکل آنے کا نام

(مکرم طارق محمود بلوچ صاحب)

حضرت مرزا بشیر احمد صاحب فرماتے ہیں:-

غالباً ۱۶-۱۹۱۵ء کی بات ہے کہ قادیان میں آل انڈیا ینگ مَین کرسچین ایسوسی ایشن کے سیکرٹری مسٹر ایچ۔اے۔ والٹر تشریف لائے۔ اُن کے ساتھ لاہور کے ایف۔سی کالج کے وائس پرنسپل مسٹر لوکاس بھی تھے۔ مسٹر والٹر ایک کٹر مسیحی تھے اور سلسلہ احمدیہ کے متعلق ایک کتاب لکھ کر شائع کرنا چاہتے تھے جب وہ قادیان آئے تو حضرت خلیفۃ المسیح الثانی سے ملے اور تحریک احمدیت کے متعلق بہت سے سوالات کرتے رہے اور دورانِ گفتگو میں کچھ بحث کا سا رنگ بھی پیدا ہو گیا تھا۔ اس کے بعد انہوں نے قادیان کے مختلف ادارہ جات کا معائنہ کیا اور بالآخر مسٹر والٹر نے خواہش ظاہر کی مَیں بانی سلسلہ احمدیہ کے کسی پرانے صحبت یافتہ عقیدت مند کو دیکھنا چاہتا ہوں۔

چنانچہ قادیان کی (بیت) مبارک میں حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے ایک قدیم اور فدائی (رفیق) منشی محمد اروڑا صاحب سے اُن کی ملاقات کرائی گئی۔ اُس وقت منشی صاحب مرحوم نماز کے انتظار میں (بیت) میں تشریف رکھتے تھے۔ رسمی تعارف کے بعد مسٹر والٹر نے منشی صاحب موصوف سے دریافت کیا کہ:-

"آپ مرزا صاحب کو کب سے جانتے ہیں اور آپ نے اُن کو کس دلیل سے مانا اور اُن کی کس بات نے آپ پر زیادہ اثر کیا؟"

منشی صاحب نے جواب میں بڑی سادگی سے فرمایا:-

"مَیں حضرت مرزا صاحب کو اُن کے دعویٰ سے پہلے کا جانتا ہوں۔ مَیں نے ایسا پاک اور نورانی انسان کوئی نہیں دیکھا۔ اُن کا نور اور اُن کی مقناطیسی شخصیت ہی میرے لئے اُن کی سب سے بڑی دلیل تھی۔ ہم تو اُن کے منہ کے بھوکے تھے"۔

یہ کہہ کر حضرت منشی صاحب حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی یاد میں بے چین ہو کر اس طرح رونے لگے کہ جیسے ایک بچہ اپنی ماں کی جدائی میں بلک بلک کر روتا ہے۔ اس وقت مسٹر والٹر کا یہ حال تھا کہ یہ نظارہ دیکھ کر اُن کا رنگ سفید پڑ گیا تھا اور وہ محو حیرت ہو کر منشی صاحب موصوف کی طرف ٹکٹکی باندھ کر دیکھتے رہے اور ان کے دل میں منشی صاحب کی اِس سادہ سی بات کا اتنا اثر تھا کہ بعد میں انہوں نے اپنی کتاب "احمدیہ موومنٹ" میں اس واقعہ کا خاص طور پر ذکر کیا اور لکھا کہ:-

"مرزا صاحب کو ہم غلطی خوردہ کہہ سکتے ہیں مگر جس شخص کی صحبت نے اپنے مریدوں پر ایسا گہرا اثر پیدا کیا ہے اُسے ہم دھوکے باز ہرگز نہیں کہہ سکتے"۔ ("احمدیہ موومنٹ" مصنفہ مسٹر ایچ۔اے والٹر)

(سیرت طیبہ از حضرت مرزا بشیر احمد صاحب صفحہ ۱۴۰، ۱۴۱)

٭٭٭

سیرۃ المہدی میں ایک روایت ہے کہ:۔

حضرت منشی محمد اروڑا صاحب مرحوم کپور تھلوی حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے ذکر پر کہا کرتے تھے کہ ہم تو آپ کے منہ کے بھوکے تھے۔ بیمار بھی ہوتے تھے تو آپ کا چہرہ دیکھنے سے اچھے ہو جاتے تھے۔ (سیرۃ المہدی جلد اوّل صفحہ ۶۳)

☘☘☘

حضرت مولوی سید محمد سرور شاہ صاحب بیان کرتے ہیں کہ ایک دفعہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے زمانہ میں مردان کا کوئی آدمی میاں محمد یوسف صاحب مردانی کے ساتھ حضرت مولوی نور الدین صاحب خلیفہ اوّل کے علاج کے واسطے یہاں قادیان آیا۔ یہ شخص سلسلہ کا سخت دشمن تھا اور بصد مشکل قادیان آنے پر رضامند ہوا تھا۔ مگر اس نے میاں محمد یوسف صاحب سے یہ شرط کر لی تھی کہ قادیان میں مجھے احمدیوں کے محلہ سے باہر کوئی مکان لے دینا اور میں کبھی اس محلّہ میں داخل نہیں ہوں گا خیر وہ آیا اور احمدی محلّہ سے باہر ٹھہرا۔ اور حضرت مولوی صاحب کا علاج ہوتا رہا۔ جب کچھ دنوں کے بعد اسے کچھ افاقہ ہوا تو وہ واپس جانے لگا۔ میاں محمد یوسف صاحب نے اس سے کہا کہ تم قادیان آئے اور اب جاتے ہو۔ ہماری (بیت) تو دیکھتے جاؤ۔ اس نے انکار کیا۔ میاں صاحب نے اصرار سے اسے منایا۔ تو اس نے اس شرط پر مانا کہ ایسے وقت میں مجھے وہاں لیجاؤ کہ وہاں کوئی احمدی نہ ہو اور نہ مرزا صاحب ہوں۔ چنانچہ میاں محمد یوسف صاحب ایسا وقت دیکھ کر اُسے (بیت مبارک) میں لائے مگر قدرت خدا کی کہ ادھر اس نے (بیت) میں قدم رکھا اور اُدھر حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے مکان کی کھڑکی کھلی اور حضور کسی کام کے لئے (بیت) میں تشریف لے آئے۔ اس شخص کی نظر حضور کی طرف اُٹھی اور وہ بیتاب ہو کر حضور کے سامنے آ گرا اور اسی وقت بیعت کر لی۔

☘☘☘

(حضرت) مولوی غلام نبی خوشابی صاحب کے علم وفضل کا خوب چرچا تھا۔ یہ صاحب لدھیانہ میں حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے قیام کے دوران اس مقصد سے تشریف لائے کہ آپ علیہ السلام کے خلاف جلسے اور تقاریر کریں گے۔ چنانچہ آپ نے خوب جلسے کئے اور جلوس نکالے۔ مگر دیکھئے خدا کی قدرت کے ایک جلوس کی پیروی کرتے ہوئے جب حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے مکان کے قریب پہنچے تو عین اس وقت حضرت مسیح موعود علیہ السلام گھر کے زنانہ حصہ میں (جہاں کتاب ازالۂ اوہام کا مسودہ تیار فرما رہے تھے) سے مردانہ حصے میں جانے کے لئے نکلے۔ مولوی صاحب سے مڈھ بھیڑ ہوگئی اور خود حضرت اقدس علیہ السلام نے السلام علیکم کہہ کر مصافحہ کیا اور مولوی صاحب نے وعلیکم السلام کہہ کر جواب دیا اور ایسے ازخود رفتہ ہوئے کہ سیدھے ہاتھ میں ہاتھ دیئے حضرت اقدس کے ہمراہ مردانہ مکان میں چلے آئے اور حضرت اقدس کے سامنے دوزانو ہو کر بیٹھ گئے۔ باہر مولویوں نے خوب شور وغل مچایا۔ مگر مولوی صاحب ایسے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے خداداد رعب کے زیر اثر آئے ہوئے تھے کہ کچھ گفتگو کے بعد باہر کہلا بھیجا کہ ''تم جاؤ میں نے حق دیکھ لیا اور حق پالیا۔ اب میرا تم سے کچھ کام نہیں ہے۔ تم اگر چاہو اور اپنا ایمان سلامت رکھنا چاہتے ہو تو آجاؤ اور تائب ہو کر اللہ تعالیٰ سے سرخرو ہو جاؤ اور اسی امام کو مان لو۔ میں اس امام صادق سے کس طرح الگ ہوسکتا ہوں۔ جو اللہ تعالیٰ کا موعود اور آنحضرت ﷺ کا موعود ہے''۔

(حیات احمد از حضرت یعقوب علی عرفانی صاحب عہد جدید۔ جلد اوّل صفحہ ۱۳۷ تا ۱۳۹)

❀❀❀

مشعلِ راہ

ارشادات حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز

حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے جلسہ سالانہ برطانیہ 2004ء کے موقع پر اپنے اختتامی خطاب میں وصیت کے آسمانی نظام کے متعلق تحریک کرتے ہوئے فرمایا:-

''اس نظام کو قائم کیے 2005ء میں انشاء اللہ تعالیٰ ایک سو سال ہو جائیں گے۔ جیسا کہ میں نے پہلے بتایا تھا کہ 1905ء میں آپ نے یہ جاری فرمایا تھا جیسا کہ متعدد جگہ حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام اس نظام وصیت میں شامل ہونے والوں کو خوش خبریاں دے چکے ہیں۔ جماعت پر حسن ظن آپ نے فرمایا ہے کہ ایسے مومنین ملتے رہیں گے اور ضرور ملتے رہیں گے جو اس طرح اللہ تعالیٰ کی خاطر اپنی مالی قربانیاں بھی پیش کرنے والے ہوں گے اور روحانیت میں بھی ترقی کرنے والے ہوں گے لیکن **جس رفتار سے جماعت کے افراد کو، عہد باندھنے والوں کو اس نظام میں شامل ہونا چاہیے تھا نہیں ہو رہا** ہے۔ جس سے مجھے فکر بھی پیدا ہوئی ہے اور میں نے سوچا ہے کہ آپ کے سامنے اعداد و شمار بھی رکھوں تو آپ بھی پریشان ہو جائیں گے۔

اور اعداد و شمار یہ ہیں کہ آج 99 سال پورے ہونے کے بعد بھی قریباً 1905ء سے لے کر آج تک اڑتیس ہزار (38,000) کے قریب احمدیوں نے صرف وصیت کی ہے اور اگلے سال انشاء اللہ تعالیٰ وصیت کے نظام کو قائم ہوئے سو (100) سال ہو جائیں گے جیسا کہ میں نے کہا۔ تو میری یہ خواہش ہے اور میں یہ تحریک کرنا چاہتا ہوں کہ اس آسمانی نظام میں اپنی زندگیوں کو پاک کرنے کے لیے، اپنی نسلوں کی زندگیوں کو پاک کرنے کے لیے شامل ہوں۔ آگے آئیں اور کم از کم، یہ کم و بیش اندازہ میں نے دیا تھا، کم از کم پندرہ ہزار (15,000) اس ایک سال میں نئی وصایا ہو جائیں تا کہ کم از کم پچاس ہزار (50,000) وصایا تو ایسی ہوں جو سو (100) سال میں ہم کہہ سکیں کہ ہوئیں۔ تو ایسے مومن تو نکلیں کہ کہا جا سکے کہ جنہوں نے خدا کے مسیح کی آواز پر لبیک کہتے ہوئے قربانیوں کے اعلیٰ معیار قائم کیے۔

> **اپنی زندگیوں اور اپنی نسلوں کی زندگیوں کو پاک کرنے کے لیے وصیت کے آسمانی نظام میں شامل ہوں**

اور پھر ایک یہ بھی میری خواہش ہے کہ انشاء اللہ تعالیٰ بہت سارے لوگوں کی طرف سے یہ تجویزیں بھی آ رہی ہیں اور آئی ہیں کہ 2008ء میں خلافت کو بھی سو سال ہو جائیں گے۔ تو اس وقت بھی خلافت کی سو سالہ جوبلی منانی چاہیے۔ تو بہرحال وہ تو

ایک کمیٹی کام کررہی ہے۔ کیا کرتے ہیں، رپورٹس دیں گے تو پتہ لگے گا۔ لیکن میری یہ خواہش ہے کہ 2008ء میں جب خلافت احمدیہ کو قائم ہوئے انشاء اللہ تعالیٰ سو(100) سال ہو جائیں تو دنیا کے ہر ملک میں، ہر جماعت میں جو کمانے والے افراد ہیں، چندہ دہندہیں ان میں سے کم از کم 50% تو ایسے ہوں جو حضرت اقدس مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے اس عظیم الشان نظام میں شامل ہو چکے ہوں اور روحانیت کو بڑھانے اور قربانیوں کے یہ اعلیٰ معیار قائم کرنے والے بن چکے ہوں اور یہ بھی جماعت کی طرف سے اللہ تعالیٰ کے حضور ایک حقیر سا نذرانہ ہوگا جو جماعت خلافت کے سو سال پورے ہونے پر دے رہی ہوگی، شکرانے کے طور پر اللہ تعالیٰ کے حضور پیش کر رہی ہوگی۔

اور اس نظام میں شامل ہونے سے یاد رکھیں جیسا کہ حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام نے فرمایا ہے کہ ایسے لوگ شامل ہونے چاہئیں آپ نے فرمایا کہ انجام بخیر کی فکر کرنے اور عبادات بجالانے والے جو زمانہ ہے وہ جوانی کا زمانہ ہے جیسا کہ پہلے ذکر ہو چکا ہے اس لیے خدام الاحمدیہ اور انصار اللہ کی صف دوئم جو ہے اور لجنہ اماء اللہ کو اس میں بڑھ چڑھ کر حصہ لینا چاہیے کیونکہ ستر پچھتر سال کی عمر کو پہنچ کر جب قبر میں پاؤں لٹکائے ہوئے ہوں تو وصیت تو اس وقت بچا کھچا ہی ہے جو پیش کیا جاتا ہے۔ تو امید ہے کہ احمدی خواتین بھی اور نوجوان بھی اس سلسلہ میں بھرپور کوشش کریں گے اور اپنے ساتھ ساتھ اپنے، عورتوں کو خاص طور پر میں کہہ رہا ہوں کہ اپنے ساتھ ساتھ اپنے خاوندوں اور بچوں کو بھی اس عظیم انقلابی نظام میں شامل کرنے کی کوشش کریں گے۔''

صاحبِ حیثیت لوگ اللہ تعالیٰ کے فضلوں کے شکرانے کے طور پر نظامِ وصیت میں شامل ہوں

سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے خطبہ جمعہ فرمودہ 6 اگست 2004ء میں فرمایا:-

''جلسے کی آخری تقریر میں میں نے احباب جماعت کو وصیت کرنے اور اس بابرکت نظام وصیت میں شامل ہونے کی طرف بھی توجہ دلائی تھی۔ اللہ تعالیٰ کے فضل سے جماعتوں اور احباب جماعت نے انفرادی طور پر بھی اس سلسلہ میں وعدے کیے ہیں اور وعدے آ بھی رہے ہیں۔ اللہ تعالیٰ ان سب کو جزا دے اور انہیں توفیق دے کہ وہ اس عہد کو جلد از جلد نبھا سکیں اور جتنی تعداد میں میں نے خواہش کی تھی اس سے بڑھ کر اس بابرکت نظام میں وہ شامل ہوں۔

بعض دفعہ دیکھنے میں آیا ہے کہ بعض اچھے بھلے کھاتے پیتے لوگ ہوتے ہیں جو دوسری جماعتی خدمات میں بعض دفعہ جب ان کو کوئی تحریک کی جائے تو پیش پیش ہوتے ہیں یا کم از کم اتنا ضرور ہوتا ہے کہ جتنا زیادہ سے زیادہ حصہ لے سکتے ہیں وہ اس میں لیں لیکن وہ نظام وصیت میں شامل ہونے سے محروم ہیں۔ ان میں سے بھی کئی لوگوں نے وعدہ کیا ہے کہ وہ اب اس نظام میں شامل ہوں گے۔ ایسے صاحبِ حیثیت لوگوں کو، ایسے احمدیوں کو تو سب سے پہلے چھلانگ مار کر آگے آنا چاہیے کہ اللہ تعالیٰ نے ہم پر فضل فرمائے ہیں ان کے شکرانے کے طور پر ہم اس نظام میں شامل ہوں تا کہ اللہ تعالیٰ کے فضلوں کے دروازے مزید کھلیں۔ اللہ تعالیٰ نے ان پر جو نعمتیں نازل فرمائی ہیں ان کا اظہار ہونا چاہیے۔ علاوہ اپنے ذاتی اظہار کے قربانیوں کی طرف توجہ دینے کا بھی اظہار ہونا چاہیے۔'' ☆☆

”ایسے لوگوں کو جو اس نظام میں شامل ہوں نیک اور پاک لوگوں کی جماعت بنادے“

”جیسا کہ میں نے بتایا تھا یہ نظام وصیت بھی ذہنوں اور مالوں کو پاک کرنے کا ذریعہ ہے۔ اس کا مطلب یہ نہیں ہے کہ جس طرح بعض مسلمان کرتے ہیں کہ غلط طریق سے مال کمایا اور پھر بازار میں چند گیلن ٹھنڈے پانی کی سبیل لگادی یا برف ڈلوادی یا مسجد بنوادی یا اس کا کچھ حصہ بنوادیا یا حج کرآئے اور سمجھ لیا کہ اب ہمارے مال پاک ہو گئے ہیں ناجائز ذریعے سے کمائے ہوئے مال۔ ایسے لوگ تو دین کے ساتھ مذاق کرنے والے ہوتے ہیں بلکہ یہاں پاک کرنے کے ذریعے سے یہ مطلب ہے کہ پاک ذرائع سے کمائی ہوئی جو دولت ہے اس کو جب پاک مقاصد کے لیے خرچ کیا جائے گا تو اس سے تمہارے اندر جہاں روحانی تبدیلیاں پیدا ہوں گی وہاں تمہارے اموال ونفوس میں بھی بے انتہا برکت پڑے گی۔ جیسا کہ حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام نے دعا کی ہے رسالہ الوصیت میں اور تین دفعہ یہ دعا کی ہے کہ ایسے لوگوں کو جو اس نظام میں شامل ہوں نیک اور پاک لوگوں کی جماعت بنادے۔ تو مختصراً آج میں صرف اتنا کہنا چاہتا ہوں کہ جہاں جلسے کے بابرکت اختتام پر آپ نے شکرانے کا اظہار کیا اور شکرانے کا اظہار کر رہے ہیں وہاں اس شکرانے کا عملی اظہار بھی کریں کیونکہ جہاں اس نظام میں شامل ہونے والے تقویٰ میں ترقی کریں گے وہاں جماعت کی مضبوطی کا باعث بھی بنیں گے۔“

نظام خلافت اور نظام وصیت کا بڑا گہرا تعلق ہے

”جیسا کہ حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام نے رسالہ الوصیت میں دو باتوں کا ذکر فرمایا ہے کہ ایک تو یہ ہے کہ آپ کی وفات کے بعد نظام خلافت کا اجراء اور دوسرے اپنی وفات کی خبر پاکر آپ کو یہ فکر پیدا ہونا کہ ایک ایسا نظام جاری کیا جائے جس سے افراد جماعت میں تقویٰ بھی پیدا ہو اور اس میں ترقی بھی ہو اور دوسرے مالی قربانی کا بھی ایسا نظام جاری ہو جائے جس سے کھرے اور کھوٹے میں تمیز ہو جائے اور جماعت کی مالی ضروریات بھی باحسن پوری ہو سکیں۔ اس لیے وصیت کا نظام جاری فرمایا تھا۔ تو اس لحاظ سے میرے نزدیک، میں نے پہلے بھی عرض کیا تھا کہ نظام خلافت اور نظام وصیت کا بڑا گہرا تعلق ہے اور یہ ضروری نہیں کہ ضروریات کے تحت پہلے خلفاء تحریکات کرتے رہے ہیں کہ آئندہ بھی مالی تحریکات ہوتی رہیں بلکہ نظام وصیت کو اب اتنا فعال ہو جانا چاہیے کہ سو سال بعد تقویٰ کے معیار بجائے گرنے کے نہ صرف قائم رہیں بلکہ بڑھیں اور اپنے اندر روحانی تبدیلیاں پیدا کرنے والے بھی پیدا ہوتے رہیں اور قربانیاں پیدا کرنے والے بھی پیدا ہوتے رہیں یعنی حقوق اللہ اور حقوق العباد ادا کرنے والے پیدا ہوتے رہیں۔ اللہ تعالیٰ کے شکر گزار بندے پیدا ہوتے رہیں۔ جب اس طرح یہ معیار قائم ہوں گے تو انشاء اللہ تعالیٰ خلافت حقہ بھی قائم رہے گی اور جماعتی ضروریات بھی پوری ہوتی رہیں گی۔ کیونکہ متقیوں کی جماعت کے ساتھ ہی خلافت کا ایک بہت بڑا تعلق ہے۔ اللہ تعالیٰ جماعت کو اس کی توفیق دے اور ہمیشہ خلافت کی نعمت کا شکر ادا کرنے والے پیدا ہوتے رہیں اور کوئی احمدی بھی ناشکری کرنے والا نہ ہو۔ کبھی دنیا داری میں اتنے محو نہ ہو جائیں کہ دین کو بھلا دیں۔“

☆ ☆ ☆

اس کی ہر اِک ادا غضب کی ہے

(کلام مکرم چودھری محمد علی صاحب ایم۔اے)

بے وفا سے وفا طلب کی ہے
تم نے جو بات کی عجب کی ہے

یہ شکایت جو زیرِ لب کی ہے
ہم نے اک بات بے سبب کی ہے

روزِ اوّل سے کرتے آئے ہیں
یہ گذارش جو ہم نے اب کی ہے

آج کا دن طویل تھا کتنا
آج برسوں کے بعد شب کی ہے

گھر میں بیٹھے رہو خدا کے لیے
شہر میں تیرگی غضب کی ہے

رنگ لا کر رہے گی بالآخر
جو صدا ہم نے زیرِ لب کی ہے

کون ہے جو نہیں اسیر اس کا
عشق تقصیر ہے تو سب کی ہے

اس کی آواز کے گلے لگ کر
اپنی آواز بھی طلب کی ہے

اس کی کس کس ادا کا ذکر کریں
اس کی ہر اِک ادا غضب کی ہے

ذکر ہے تو کسی کے قد کا ہے
گفتگو ہے تو چشم و لب کی ہے

وہی محبوب ہے وہی مقصود
بات کی ہے اسی کی جب کی ہے

جب بھی چاہا اسی کو چاہا ہے
اک یہی بات ہم میں ڈھب کی ہے

وہی ہو گا جو اس کو ہے منظور
یعنی مرضی جو میرے رب کی ہے

کاش سب کو نصیب ہو جائے
موت جو ہم نے منتخب کی ہے

تم بھی مضطرؔ اٹھو کہ یار نے آج
جسم مانگا ہے جاں طلب کی ہے

دورہ یورپ

(مکرم عبدالحق بدر صاحب)

حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے 15/مئی تا 7/جون 2004ء براعظم یورپ کے تین ملکوں بیلجیئم، جرمنی اور ہالینڈ کا تاریخی دورہ فرمایا اس دورے کی چند مصروفیات قارئین خالد کے لئے پیش ہیں۔

۱۵/مئی ۲۰۰۴ء بروز ہفتہ

صبح 8:20 پر دعا کے بعد بذریعہ کار لندن سے سفر کے لئے روانگی ہوئی۔ اس وقت کثیر تعداد میں خواتین وحضرات حضور انور کو خدا حافظ کہنے کے لئے حاضر تھے۔

10:30 پر حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ کا قافلہ Dover پہنچا جہاں Seaport پر الوداع کہنے والے احباب سے ملاقات کے لئے حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ اپنی کار سے باہر تشریف لائے اور ڈیوٹی پر موجود خدام اور دوسرے احباب کو شرف مصافحہ بخشا۔

11 بجے فیری Hoverspeed کے ذریعے Calis کے لئے روانگی ہوئی اور فرانس کے مقامی وقت کے مطابق ایک بجے دوپہر Calis آمد ہوئی جہاں مکرم امیر صاحب جماعت احمدیہ بیلجیئم نے حضور انور ایدہ اللہ کا استقبال کیا۔ مقامی وقت کے مطابق 2:45 پر حضور انور کا قافلہ بیلجیئم مشن ہاؤس پہنچا۔

شام 6:10 پر نماز ظہر وعصر کی ادائیگی کے لئے حضور انور تشریف لائے اور نمازیں پڑھائیں۔ نمازوں کے بعد گیارہ بچوں کی تقریب آمین ہوئی، جن میں 2 بچے اور 9 بچیاں شامل تھیں۔

حضور انور نے سب بچوں سے دریافت فرمایا کہ کیا یہ قرآن کریم آپ سب کے ذاتی ہیں؟ مکرم مربی صاحب نے بتایا کہ لائبریری سے مہیا کئے گئے ہیں۔ اس پر حضور انور نے فرمایا کہ یہ قرآن کریم میری طرف سے آپ کے لئے تحفہ ہوں گے۔ حضور انور نے اپنے دست مبارک سے ہر بچے کا نام لکھ کر اور دستخط کر کے یہ قرآن تحفۃً عطا فرمائے۔ حضور انور نے بعض بچوں سے قرآن کریم درمیان سے سنا اور فرمایا کہ جب قرآن درمیان سے شروع کیا جائے تو اعوذ باللہ کے بعد بسم اللہ کی ضرورت نہیں ہوتی۔

اس کے بعد فیملی ملاقاتوں کا سلسلہ شروع ہوا جو سوا سات سے رات آٹھ بجے تک جاری رہا۔ ان ملاقات کرنے والوں کا تعلق پاکستان، بنگلہ دیش، افغانستان، پرتگال، یمن، نائیجر، سیرالیون اور بیلجیئم سے تھا۔

حضور انور کی مبارک شخصیت سے متاثر ہو کر نائیجر اور صومالیہ سے تعلق رکھنے والے دو نوجوانوں نے بیعت کی توفیق پائی۔

۱۶/مئی ۲۰۰۴ء بروز اتوار

10:10 پر حضور انور نے امیر صاحب بیلجیئم اور مربی صاحب انچارج کو مشن کی عمارت کی Renovation کے بارے میں ہدایات دیں۔ الوداعی دعا کروائی اور 10:15 پر جرمنی کے لئے روانگی ہوئی۔

11:40 پر جرمنی کے بارڈر پر آمد ہوئی۔ جہاں امیر صاحب جرمنی دیگر احباب جماعت کے ساتھ حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ

بنصرہ العزیز کے استقبال کے لئے موجود تھے۔

2:00 بجے جرمنی کے ایک شہر میونسٹر میں ورود فرمایا۔ جہاں جماعت احمدیہ کی بیت الذکر اور سنٹر ہے۔ 2:10 پر نماز ظہر و عصر پڑھائیں۔ شام 5:10 پر ہمبرگ کے لئے روانگی ہوئی۔ روانگی سے قبل حضور نے بیت المومن کا معائنہ فرمایا اور خوشنودی کا اظہار فرمایا۔ حضور انور کا قافلہ Osnabruck کے شہر کے پاس سے گزرا تو وہاں کی جماعت کے لوگ موٹروے کے اوپر بنے ہوئے پل پر اپنے آقا کو خوش آمدید کہنے کے لئے کھڑے تھے۔ انہوں نے ہاتھ ہلا ہلا کر حضور انور کو خوش آمدید کہا اور خوشی کے نعرے لگائے۔

شام 8:00 بجے حضور انور کا قافلہ ہمبرگ، بیت الرشید پہنچا تو پندرہ سو احباب نے والہانہ استقبال کیا۔

۱۷رمئی ۲۰۰۴ء بروز سوموار

اس روز 135 فیملیز کے 631 افراد نے حضور انور سے ملاقات کا شرف حاصل کیا۔

رات 8:30 پر واقفات نو بچیوں اور واقفین نو بچوں کی کلاسز حضور انور کے ساتھ ہوئیں جو رات دس بجے تک جاری رہیں۔ ان کلاسز میں نمایاں کارکردگی دکھانے والی بچیوں اور بچوں میں حضور انور نے انعامات تقسیم فرمائے۔ ان کلاسوں میں بچوں اور بچیوں کے پیش کردہ پروگراموں کو سراہتے ہوئے حضور انور نے فرمایا کہ اتنی اچھی اچھی آپ کی آوازیں ہیں تو آپ لوگ ایم ٹی اے کے لئے ریکارڈ کروا کر بھجواتے کیوں نہیں؟

۱۸رمئی ۲۰۰۴ء بروز منگل

صبح 9:30 پر حضور انور اپنے دفتر میں تشریف لائے اور فیملی ملاقاتوں کا سلسلہ شروع ہوا جو بارہ بجے تک جاری رہا۔

ملاقاتوں کے بعد لوکل عاملہ کے ممبران وقار عمل کی ٹیم اور کارکنان نے حضور انور کے ساتھ تصاویر بنوائیں۔

تصاویر کے بعد بریمن کے لئے روانگی کا پروگرام تھا۔ بریمن میں ''سو بیوت الذکر سکیم'' کے تحت جماعت احمدیہ جرمنی کو ایک خوبصورت بیت الذکر تعمیر کرنے کی توفیق ملی۔

12:30 پر ہمبرگ سے روانہ ہو کر 2:15 پر حضور انور کا قافلہ بریمن پہنچا۔ حضور انور ایدہ اللہ نے امیر صاحب جرمنی اور نگران صاحب ''سو بیت الذکر سکیم'' سے بیت الذکر کے ڈیزائن اور دوسرے امور کے بارے میں دریافت فرمایا اور ہدایات سے نوازا۔

2:30 پر حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بیت الذکر میں تشریف لائے اور نماز ظہر و عصر پڑھا کر بیت الذکر کا افتتاح فرمایا۔ نمازوں کی ادائیگی کے بعد حضور انور نے اپنے دست مبارک سے دس ایسے افراد کو سندات خوشنودی عطا فرمائیں جنہوں نے اس بیت الذکر کی تعمیر کے لئے بہترین کام کیا اور وقت کی قربانی دی۔

حضور انور نے بیت الذکر کے احاطہ میں یادگار کے طور پر سیب کا ایک پودا اپنے دست مبارک سے لگایا۔

حضور انور نے اپنے ویڈیو کیمرہ کے ساتھ بیت الذکر کی مختلف زاویوں سے ویڈیو بنائی۔

اس کے بعد Osnabruck روانگی ہوئی۔ اس شہر میں جماعت کی ایک خوبصورت بیت الذکر ہے۔ حضور انور کے پہنچنے پر لوگوں نے والہانہ استقبال کیا۔ حضور انور نے بیت الذکر کا معائنہ فرمایا۔ اس کے علاوہ مردوں کے ہال، خواتین کے ہال، لائبریری، کچن اور Basement کا معائنہ فرمایا۔ یہاں

مختصر قیام کے بعد چھ بجے فرینکفرٹ روانگی ہوئی۔ 9:22 پر بیت السبوح فرینکفرٹ آمد ہوئی۔

۱۹ر مئی ۲۰۰۴ء بروز بدھ

11:10 پر حضور انور دفتر تشریف لائے۔ ڈاک ملاحظہ فرمائی اور پھر فیملی ملاقاتوں کا سلسلہ شروع ہوا جو 12:15 تک جاری رہا۔

4:25 پر بیت السبوح سے خدام الاحمدیہ کے مقام اجتماع کی طرف روانگی ہوئی اور 6:12 پر بادکروزناخ میں ورود فرمایا اور پرچم کشائی کی تقریب ہوئی۔ اس کے بعد حضور انور کے خطاب سے سالانہ اجتماع خدام الاحمدیہ کا باقاعدہ افتتاح ہوا۔

حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے خدام سے مخاطب ہوتے ہوئے فرمایا: آج آپ کے ہاتھ کے پیچھے جماعت کا چہرہ ہے اور اس کی حفاظت کرنا آپ کی ذمہ داری ہے اس لئے ہر قول وفعل سے اس بات کو ثابت کردیں کہ حقیقت میں آپ اللہ تعالیٰ کے احکامات کے مطابق زندگیاں گزارنے والے ہیں اور اس کے فضلوں کے وارث ہیں۔

> آج آپ کے ھاتھ کے پیچھے جماعت کا چہرہ ھے اور اس کی حفاظت کرنا آپ کی ذمہ داری ھے اس لئے ھر قول و فعل سے اس بات کو ثابت کردیں کہ حقیقت میں آپ اللہ تعالیٰ کے احکامات کے مطابق زندگیاں گزارنے والے ھیں اور اس کے فضلوں کے وارث ھیں۔

خطاب کے بعد خدام کی طرف سے پیش کردہ خدام الاحمدیہ جرمنی کی 25 سالہ تاریخ پر مشتمل ایک فیچر پروگرام بھی حضور انور نے کچھ دیر کیلئے ملاحظہ فرمایا۔ بعدازاں بیت السبوح واپسی ہوئی جہاں حضور انور نے فیملی ملاقاتیں فرمائیں۔

۲۰ر مئی ۲۰۰۴ء بروز جمعرات

حضور انور نے مختلف اوقات میں فیملی ملاقاتیں فرمائیں۔ کل 110 فیملیز کے 509 افراد کو شرف ملاقات بخشا۔

۲۱ر مئی ۲۰۰۴ء بروز جمعہ

2:05 منٹ پر خطبہ جمعہ کا آغاز فرمایا۔ آیت استخلاف کی تلاوت فرمائی۔ خلافت کے موضوع پر خطبہ ارشاد فرمایا۔

شام چار بجے حضور کھیلوں کے میدان میں تشریف لے گئے اور مختلف کھیلوں مثلاً والی بال، فٹ بال، باسکٹ بال اور کبڈی کے میچ ملاحظہ فرمائے۔ حضور انور نے کبڈی میں جیتنے والی ہمبرگ کی اطفال کی ٹیم کو نقدی کی صورت میں انعام سے نوازا۔ اس کے بعد اطفال کا روک دوڑ کا مقابلہ ہوا۔ خدام کا کبڈی کا میچ دیکھا۔ کبڈی کے میچ کے وقفے میں کلائی پکڑنے کا مقابلہ ہوا۔ اس کے بعد حضور انور نے کھانے کی مارکی کا معائنہ فرمایا اور منتظمین کو صفائی کے متعلق ہدایات دیں۔ حضور انور نے منتظمین سے تعارف حاصل کرتے ہوئے ان کے کاموں کا جائزہ لیا اور ان کو ہدایات فرمائیں اور قائدین کو مخاطب کرتے ہوئے فرمایا کہ یہ ہدایات آپ سب کے لئے ہیں۔

بعدہ حضور انور نے مقام اجتماع میں تشریف لاکر انعامات تقسیم فرمائے اور اختتامی دعا کروائی۔ پنڈال میں موجود خدام اور احباب سے مخاطب ہوتے ہوئے فرمایا کہ صدر صاحب خدام الاحمدیہ جرمنی اور ان کی مجلس عاملہ نے میرے خطاب کے بعد "سو بیوت الذکر سکیم" کے لئے ایک ملین یورو (Euro) کا وعدہ کیا ہے۔ اس میں آپ سب لوگ ان کی مدد کریں۔

۲۲؍مئی ۲۰۰۴ء بروز ہفتہ

حضور انور نے دفتر تشریف لا کر ڈاک ملاحظہ فرمائی اور 114 فیملیز کے 500 افراد کو شرف ملاقات بخشا۔

۲۳؍مئی ۲۰۰۴ء بروز اتوار

حضور ایدہ اللہ تعالیٰ نے دفتر تشریف لا کر ڈاک ملاحظہ فرمائی اور فیملیز کو شرف ملاقات بخشا۔

1:00 بجے جرمنی کے شہر کوبلنز کے لئے روانگی ہوئی۔ 2:05 پر کوبلنز پہنچے۔ نمازوں کی ادائیگی کے بعد حضور ایدہ اللہ نے اپنے دست مبارک سے بیت الذکر کی تعمیر کے سلسلے میں نمایاں خدمت کرنے والے احباب کو سندات خوشنودی عطا فرمائیں اور اس کے بعد حضور انور نے مختصر خطاب فرمایا۔ حضور چونکہ بیت الطاہر کوبلنز کے افتتاح کے لئے تشریف لے گئے تھے۔ چنانچہ فرمایا کہ نماز پڑھانے کے ساتھ ہی افتتاح ہو چکا ہے اب الگ دعا کی مزید کوئی ضرورت نہیں ہے۔

اس کے بعد حضور انور نے لجنہ ہال۔ دفاتر Basement اور حاضرین کے لئے تیار کئے گئے کھانے کا جائزہ لیا۔ پھر اپنی قیام گاہ پر تشریف لے گئے۔ شام پانچ بجے حضور انور نے بیت الذکر کے احاطے میں سیب کا پودا اپنے دست مبارک سے لگایا۔

5:25 پر اختتامی دعا ہوئی اور قافلہ فرینکفرٹ کے لئے روانہ ہوا۔ دوران سفر قافلہ دو تین جگہ رکا۔ جن میں سے Stahlecn, Kaub اور Reichentein کے قلعے شامل ہیں۔ مؤخر الذکر قلعے میں حضور انور نے کچھ وقت گزارا۔ ترجمان اور گائیڈ کے ہمراہ تفصیلی سیر کی اور ویڈیو فلم بھی بنائی۔ حضرت بیگم صاحبہ نے بھی بڑی دلچسپی سے اس قلعہ کی سیر کی اور مختلف باتیں دریافت فرمائیں۔ نیشنل صدر لجنہ اماء اللہ بھی ساتھ تھیں۔ تقریباً نو بجے قافلہ فرینکفرٹ پہنچا۔

۲۴؍مئی ۲۰۰۴ء بروز سوموار

10:15 پر حضور انور دفتر تشریف لائے اور ڈاک ملاحظہ فرمائی۔ 100 خاندانوں کے 431 افراد سے ملاقات کی۔

۲۵؍مئی ۲۰۰۴ء بروز منگل

حضور ایدہ اللہ تعالیٰ نے اس روز دفتر تشریف لا کر ڈاک دیکھی اور 103 فیملیز کے 466 افراد کو شرف ملاقات بخشا۔

۲۶؍مئی ۲۰۰۴ء بروز بدھ

صبح 10:00 بجے کے بعد حضور دفتر تشریف لائے۔ ڈاک ملاحظہ فرمائی اور کچھ فیملیز سے ملاقات فرمائی۔ 1:40 پر حضور انور بیت الذکر تشریف لائے اور نماز سے قبل سلمان ظفر ساہی صاحب آف جرمنی کی نماز جنازہ پڑھائی اور ساتھ ہی درج ذیل مرحومین کی نماز جنازہ غائب بھی ہوئی۔

۱۔ مکرم عبدالرحمٰن صاحب آف آئیوری کوسٹ
۲۔ مکرم شاہد احمد پرویز صاحب متعلم جامعہ احمدیہ ربوہ
۳۔ مکرمہ حکمت عباس عودۃ صاحبہ ربوہ
۴۔ مکرمہ صادقہ فضل صاحبہ لاہور
۵۔ مکرم ملک اعجاز احمد صاحب ربوہ
۶۔ مکرمہ انور سلطانہ صاحبہ
۷۔ مکرمہ آپا لیلیٰ صاحبہ ربوہ

شام کو حضور انور نے 56 فیملیز کے 268 افراد کو شرف ملاقات بخشا۔

۲۷؍مئی ۲۰۰۴ء بروز جمعرات

صبح دس بجے حضور انور دفتر تشریف لائے۔ ڈاک ملاحظہ فرمائی اور 30 فیملیز کے 119 افراد کو شرف ملاقات بخشا۔

۲۸ رمئی ۲۰۰۴ء بروز جمعہ

1:30 پر گروس گراؤ کے لئے روانگی ہوئی۔ گروس گراؤ میں حضور انور نے خطبہ جمعہ ارشاد فرمایا۔ اس کے بعد سکول کے ڈائریکٹر Mr.Krischin Schmith سے ملاقات ہوئی۔

ڈائریکٹر صاحب نے اپنے دفتر کے باہر حضور انور کا استقبال کیا۔

حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ نے اس سکول میں زیر تعلیم احمدی طلباء کے رویہ اور پراگرس کے بارے میں دریافت فرمایا تو ڈائریکٹر صاحب نے احمدی طلباء کی تعریف کی اور بتایا کہ Well Behaved ہیں۔

ملاقات کے آخر پر حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ نے ایک شیلڈ انہیں تحفۃً دی، جس پر مرزا مسرور احمد خلیفۃ المسیح الخامس' کندہ تھا۔

اس کے بعد گروس گراؤ سے روانہ ہو کر پانچ بجے بیت السبوح میں ورود فرمایا۔ چھ بجے نیشنل مجلس عاملہ جرمنی اور ریجنل امراء کے ساتھ میٹنگ ہوئی۔

خاص طور پر نمازوں میں پراگرس کے بارہ میں دریافت فرمایا اور ہدایات دیں۔ حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ جو لوگ بیت الذکر سے رابطہ رکھتے ہیں ان تک تو باتیں پہنچ جاتی ہیں۔ جو رابطہ نہیں رکھتے ان کی تربیت کے لئے زیادہ کوشش کی ضرورت ہے۔ پھر حضور انور نے فرمایا کہ دینی مسائل کا مربیان کے مشورہ کے بغیر جواب نہ دیا جائے۔ ہر ایک کو فتوے دینے کا حق نہیں۔ جب بھی کوئی دینی مسائل ہوں تو افتاء کو Refer کئے جائیں۔

حضور انور نے فرمایا: دینی مسائل کا مربیان کے مشورہ کے بغیر جواب نہ دیا جائے۔ ہر ایک کو فتوے دینے کا حق نہیں۔ جب بھی کوئی دینی مسائل ہوں تو افتاء کو Refer کئے جائیں۔

اس کے بعد ہیومینیٹی فرسٹ کے ممبران سے میٹنگ ہوئی۔

بعد ازاں لجنہ اماء اللہ کی نیشنل مجلس عاملہ کے ساتھ میٹنگ ہوئی۔

۲۹ رمئی ۲۰۰۴ء بروز ہفتہ

صبح دس بجے حضور انور نے دفتر تشریف لا کر ڈاک ملاحظہ فرمائی اور فیملی ملاقاتیں فرمائیں۔ نماز ظہر کے بعد حضور انور نے ایک نکاح کا اعلان فرمایا۔

شام 7:10 پر حضور انور MTA کے مبشر سٹوڈیو تشریف لے گئے۔ پہلے واقفات نو بچیوں کی کلاس ہوئی پھر واقفین نو بچوں کی۔ حضور انور نے تمام بچوں کو اپنے دست مبارک سے قلم اور بچیوں کو قلم کے ساتھ حجاب بھی عطا فرمائے۔

۳۰ رمئی ۲۰۰۴ء بروز اتوار

اس روز صبح دس بجے حضور انور نے دفتر تشریف لا کر ڈاک ملاحظہ فرمائی۔ 72 فیملیز کے 357 افراد کو شرف ملاقات بخشا۔ بیت السبوح میں 60 بچوں اور بچیوں کی تقریب آمین ہوئی۔ حضور انور نے بعض سے قرآن کریم سنا اور آخر پر دعا کروائی۔

۳۱ رمئی ۲۰۰۴ء سوموار

حضور انور مجلس انصار اللہ جرمنی کے 24ویں سالانہ اجتماع کے اختتامی اجلاس میں شرکت کے لئے باد ہمبرگ تشریف لے گئے۔ اول، دوم آنے والے انصار میں حضور انور نے انعامات تقسیم فرمائے اور خطاب فرمایا۔

شام کو حضور انور نے فیملیز ملاقاتیں فرمائیں اور ایک نکاح کا اعلان فرمایا۔

یکم جون ۲۰۰۴ء بروز منگل

صبح ۱۰ بجے حضور انور کا قافلہ Schawailzwald کے لئے روانہ ہوا۔ اس علاقہ میں پکنک کا پروگرام تھا۔ ساڑھے بارہ

بجے ایک شہر 'بادن بادن' کے خوبصورت مقامات کی سیر کی اور آرٹ گیلری دیکھی۔ حضور انور نے اس علاقے کی movie بھی بنائی۔ دو بجے کے قریب Hundsbach پہنچے۔ حضور انور نے فرمایا کہ پہلے نمازیں پڑھ لیں باقی پروگرام بعد میں ہوں گے۔ لہذا پہلے نمازیں پڑھی گئی۔ اس کے بعد باربی کیو ہوا۔ حضور انور نے مربیان اور دوسرے احباب کے ساتھ بیٹھ کر کھانا تناول فرمایا۔ کھانے کے بعد حضور نے کچھ دیر بیڈمنٹن کھیلا۔ بیڈمنٹن کے بعد بڑی دیر تک حضور انور کرکٹ کھیلتے رہے اور خوب لطف اندوز ہوئے۔ اس دوران ہلکی ہلکی بارش بھی ہو رہی تھی۔

یہ پروگرام شام ۵ بجے تک جاری رہا۔ اس کے بعد فرینکفرٹ کے لئے روانگی ہوئی۔ راستے میں ایک جھیل پر تھوڑی دیر کے لئے رکے۔ حضور انور نے اپنے کیمرے سے خوبصورت مناظر کی ویڈیو بنائی۔

۲رجون ۲۰۰۴ء بروز بدھ

دعا کے بعد 10:15 پر حضور انور ہالینڈ کے لئے روانہ ہوئے۔ بارڈر پر امیر صاحب ہالینڈ نے اپنی ٹیم کے ساتھ استقبال کیا اور جرمنی کی ٹیم واپس روانہ ہوگئی۔ اس کے بعد نن سپیٹ کے لئے روانگی ہوئی۔

2:05 پر حضور نے نن سپیٹ میں ورود فرمایا۔ دفتر تشریف لا کر ڈاک ملاحظہ فرمائی اور فیملی ملاقاتیں فرمائیں۔

۳رجون ۲۰۰۴ء بروز جمعرات

حضور ایدہ اللہ تعالیٰ نے دفتری امور سرانجام دیے۔ فیملی ملاقاتیں فرمائیں۔ رات کو ایک باربی کیو پروگرام میں رونق افروز ہوئے۔

۴رجون ۲۰۰۴ء بروز جمعۃ المبارک

1:45 پر حضور انور اپنی رہائش گاہ سے باہر تشریف لائے اور پرچم کشائی کی تقریب عمل میں آئی۔ حضور انور نے لوائے احمدیت لہرایا اور امیر صاحب ہالینڈ نے ہالینڈ کا قومی پرچم لہرایا، اس کے بعد حضور نے دعا کروائی۔ بعد میں حضور انور نے جلسہ گاہ میں تشریف لا کر خطبہ جمعہ ارشاد فرمایا۔

شام چھ بجے حضور انور اپنے دفتر تشریف لائے۔ ڈاک ملاحظہ فرمائی اور فیملی ملاقاتیں فرمائیں۔

مجلس عاملہ ہالینڈ کی حضور انور کے ساتھ میٹنگ ہوئی جس میں حضور انور نے کاموں کا جائزہ لیا اور ہدایات سے نوازا۔

۵رجون ۲۰۰۴ء بروز ہفتہ

حضور انور نے لجنہ اماء اللہ ہالینڈ سے خطاب فرمایا۔ شام کو چلڈرن کلاس ہوئی اس میں بچوں اور بچیوں کی آمین کی تقریب ہوئی۔ اس کے بعد فیملی ملاقاتیں ہوئیں۔ شام سات بجے سے لے کر رات دس بجے تک مجالس عاملہ لجنہ اماء اللہ، خدام الاحمدیہ اور انصار اللہ کی حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ کے ساتھ میٹنگز ہوئیں۔

۶رجون ۲۰۰۴ء بروز اتوار

یہ ہالینڈ کے جلسے کا آخری دن تھا۔ حضور انور نے اختتامی خطاب فرمایا۔ خطاب کے بعد از راہ شفقت حضور انور لجنہ مارکی میں تشریف لے گئے اور ان کو الوداعی کلمات کہے۔

شام 6:15 پر حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ اپنے دفتر تشریف لائے ڈاک ملاحظہ فرمائی اور فیملی ملاقاتیں فرمائیں۔

ہالینڈ میں قیام کے دوران حضور انور ایدہ اللہ نے اپنی دیگر مصروفیات کے علاوہ 658 افراد کو شرف ملاقات بخشا۔

۷رجون ۲۰۰۴ء بروز سوموار

اس روز لندن روانگی کا پروگرام تھا۔ کثرت سے احباب جماعت حضور انور کو الوداع کہنے کے لئے مشن ہاؤس کے باہر کی سڑک پر قطاروں میں کھڑے تھے۔ حضور انور نے قیام گاہ سے تشریف لا کر امیر صاحب ہالینڈ کو نن سپیٹ مشن ہاؤس کی

عمارتوں کی Renovation کے متعلق ہدایات فرمائیں اور سڑک پر کھڑے لوگوں کو الوداعی سلام کہا اور دعا کے بعد تقریباً گیارہ بجے قافلہ فرانس کی پورٹ کے لئے روانہ ہوا۔

ساڑھے تین بجے قافلہ Calis Seaport پر پہنچا تو امیر صاحب فرانس نے اپنی ٹیم کے ساتھ حضورانور کا استقبال کیا۔ چار بجے کے قریب سب سے الوداعی مصافحہ ہوا۔ الوداعی دعا کے بعد Ferry میں سوار ہونے کے لئے روانگی ہوئی۔

لندن وقت کے مطابق تقریباً ساڑھے چار بجے قافلہ Dover کی بندرگاہ پر پہنچا تو نائب امیر صاحب یو کے مکرم منصور شاہ صاحب اور ان کی ٹیم نے حضورانور کا استقبال کیا۔ حضورانور نے ان سب کو شرف مصافحہ بخشا۔ قریباً 6:30 پر بیت الفضل لندن آمد ہوئی۔ اس طرح یورپ کے تین ممالک کا یہ دورہ بخیر وخوبی اختتام کو پہنچا۔

اس دورے میں درج ذیل افراد کو حضورانور ایدہ اللہ کے ساتھ شرکت کی سعادت نصیب ہوئی۔

۱۔ حضرت بیگم صاحبہ مدظلہا العالی
۲۔ مکرم منیر احمد جاوید صاحب پرائیویٹ سیکرٹری
۳۔ مکرم بشیر احمد صاحب
۴۔ مکرم میجر محمود احمد صاحب
۵۔ مکرم ناصر احمد سعید صاحب
۶۔ مکرم سجاد احمد ملک صاحب
۷۔ مکرم محمود احمد خان صاحب
۸۔ مکرم نصیر الدین ہمایوں صاحب
۹۔ مکرم اخلاق احمد انجم صاحب

(بحوالہ الفضل انٹرنیشنل ۴ تا ۲۵ جون ۲۰۰۴ء

روزنامہ الفضل ۲۱ مئی تا ۱۶ جون ۲۰۰۴ء)

☆......☆......☆......☆

میاں محمد صدیق بانی گولڈ میڈل وانعامی سکالرشپ 2004 کا اعلان

(مرسلہ: نظارت تعلیم)

مکرم محمد صدیق بانی مرحوم کی طرف سے ہر سال مندرجہ ذیل امتحانات میں پاکستان بھر میں اوّل پوزیشن حاصل کرنے والے احمدی طالب علم/طالبہ کو مندرجہ ذیل تفصیل کے ساتھ انعامات دیئے جاتے ہیں۔

ا۔انٹرمیڈیٹ ☆پری میڈیکل گروپ ☆پری انجینئرنگ گروپ

☆جنرل گروپ (پری میڈیکل اور پری انجینئرنگ کے علاوہ باقی تمام کمبینیشنز)

۲۔میٹرک ☆سائنس گروپ ☆جنرل گروپ

انٹرمیڈیٹ کے مندرجہ بالا تینوں اور میٹرک کے دونوں شعبہ جات میں جو احمدی طلباء/طالبات پاکستان بھر کے احمدی طلبہ میں سے سب سے زیادہ نمبر حاصل کریں گے خواہ ان کی بورڈ میں کوئی پوزیشن ہو یا نہ ہو اور ان کا تعلق پنجاب، سندھ، بلوچستان، سرحد یا آزاد کشمیر کے کسی بھی بورڈ سے ہو۔ اگر وہ قواعد پر پورا اترتے ہوں تو انعامی مقابلہ میں شامل ہو سکتے ہیں۔ انٹرمیڈیٹ کے تینوں گروپس میں جو طلبہ سب سے زیادہ نمبر حاصل کریں گے وہ مبلغ پچیس پچیس ہزار روپے انعامی سکالرشپ اور گولڈ میڈل کے حقدار قرار پائیں گے۔ اسی طرح میٹرک کے دونوں گروپس میں جو طلبہ سب سے زیادہ نمبر حاصل کریں گے وہ مبلغ دس دس ہزار روپے انعامی سکالرشپ کے حقدار قرار پائیں گے۔

قواعد وضوابط

☆یہ اعلان میٹرک اور انٹرمیڈیٹ کے اپریل ۲۰۰۴ء میں ہونے والے سالانہ امتحان کے لئے ہے۔ اس سے پہلے کا کوئی کیس اس سکیم میں شامل نہ ہو سکے گا۔ واضح ہو کہ ۲۰۰۳ء تک پوزیشن حاصل کرنے والے طلبہ کو یہ انعامات دیئے جا چکے ہیں۔

☆اس سکیم کا اطلاق صرف اور صرف First Annual Examination پر ہوگا۔

☆By Parts یا Division Improve کرنے والے طلبہ اس مقابلہ میں شامل ہونے کے اہل نہ ہوں گے۔

☆طلباء وطالبات کے لئے الگ الگ معیار نہیں ہیں بلکہ اپنے شعبہ میں جو بھی سب سے زیادہ نمبر حاصل کرے گا وہ انعام کا مستحق قرار پائے گا۔

☆انٹرمیڈیٹ کے سالانہ امتحان ۲۰۰۴ء میں ۸۰۰ یا اس سے زائد نمبر اور میٹرک کے سالانہ امتحان ۲۰۰۴ء میں جنرل گروپ 700/850 یا اس زائد اور سائنس گروپ 750/800 نمبر یا اس زائد نمبر حاصل کرنے والے طلباء وطالبات درخواست دینے کے اہل ہوں گے۔

درخواست دینے کی آخری تاریخ اور طریق کار

☆سادہ کاغذ پر بنام ناظر تعلیم صدر انجمن احمدیہ ربوہ درخواست بھجوانا ہوگی۔

☆درخواست کے ساتھ متعلقہ امتحان انٹرمیڈیٹ/میٹرک کی سند یا Marks Sheet کی فوٹو کاپی لگانا لازمی ہوگی۔

☆اس طرح درخواست اور سند یا Marks Sheet کی فوٹو کاپی پر بھی مکرم امیر صاحب جماعت/امیر صاحب ضلع کی تصدیق لازمی ہے۔ تصدیق کے بغیر کوئی درخواست زیر غور نہ لائی جائے گی۔

☆انعام کے حقدار طلبہ کو ان کی درخواست پر مندرج ایڈریس پر اطلاع کر دی جائے گی۔

☆درخواست جمع کروانے کی آخری تاریخ 31-12-2004 مقرر ہے اس کے بعد آنے والی کوئی درخواست زیر غور نہ لائی جائے گی۔

AAAAAAAAAAAAAA

درس حدیث

رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا استقلال

(مکرم میر محمود احمد ناصر صاحب)

عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللّٰه عَنْهَا قَالَتْ مَا شَبِعَ آلُ مُحَمَّدٍ صَلَّى اللّٰه عَلَيْهِ وسَلَّمَ مُنْذُ قَدِمَ الْمَدِينَةَ مِنْ طَعَامِ الْبُرِّ ثَلَاثَ لَيَالٍ تِبَاعًا حَتَّى قُبِضَ ۔ (بخاری کتاب الاطعمة باب ماکان النبی ﷺ واصحابہ یاکلون)

عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللّٰه عَنْهَا أَنَّهَا قَالَتْ لِعُرْوَةَ ابْنَ أُخْتِي إِنْ كُنَّا لَنَنْظُرُ إِلَى الْهِلَالِ ثُمَّ الْهِلَالِ ثَلَاثَةَ أَهِلَّةٍ فِي شَهْرَيْنِ وَمَا أُوقِدَتْ فِي أَبْيَاتِ رَسُولِ اللّٰه صَلَّى اللّٰه عَلَيْهِ وسَلَّمَ نَارٌ فَقُلْتُ يَا خَالَةُ مَا كَانَ يُعِيشُكُمْ قَالَتِ الْأَسْوَدَانِ التَّمْرُ (بخاری کتاب الھبة و فضلھا والتحریض علیھا)

آنحضور ﷺ اور قریش کے درمیان فتح مکہ کی جو کشمکش ہوئی۔ یہ دنیا کی جنگی اور فوجی تاریخ میں ایک انتہائی تبدیلی پیدا کرنے والا معرکہ ہے۔ میں نے آج بہت غور کیا اور اس نتیجے پر پہنچا ہوں کہ جنگ عظیم دوئم کے وہ اثرات نہیں ہوئے جو فتح مکہ کے اثرات دنیا پر ظاہر ہوئے اور علی وجہ البصیرت میں اس نتیجے پر پہنچا ہوں اگر انگریز اس جنگ عظیم دوئم میں جیت جاتے یا جرمن جیت جاتے تو کیا تبدیلی ہوتی؟ سائنس بھی اس طرح چل رہی تھی۔ ترقی کر رہی تھی۔ عیسائیت بھی اس طرح قائم رہتی۔ سیاسی تبدیلیاں بھی اسی طرح قائم رہتیں۔ بس انگریز کی مقبوضات آزاد ہو جاتیں۔ جرمن جیت جاتے تو اسی طرح ہونا تھا۔ جنگ عظیم دوم سے انگریزوں کی فتح یا جرمنوں کی فتح سے دنیا میں تبدیلی پیدا نہیں ہوئی۔ سائنسی اور معاشرتی ترقیات اور تبدیلیاں اسی طرح ہی ہونی تھیں خواہ کوئی فریق ہی جیت جاتا۔ صرف اتنا فرق پڑ جاتا۔ آج ہم انگریزی زبان کی بجائے جرمن بول لیتے وہ ذرا کرخت زبان ہے۔

اگر آج آپ فتح مکہ پر غور کریں تو حیرت ہوتی ہے کہ اس قدر بڑی تبدیلی ہوئی۔ اگر فتح مکہ نہ ہوتی نہ عرب فتح ہوتا، نہ عراق فتح ہوتا، نہ شام فتح ہوتا، نہ مصر فتح ہوتا، نہ شمالی افریقہ میں اسلام پھیلتا، نہ سپین میں اسلام پھیلتا، نہ سندھ میں اور ہندوستان میں محمد بن قاسم کو کامیابی ملتی، نہ چین میں اسلام پھیلتا، نہ ان علاقوں میں اسلام جاتا ہے جو آج کل روس سے آزاد ہو رہے ہیں یعنی وسط اشیا کے علاقے۔ اگر فتح مکہ نہ ہوتا تو آج ان سارے علاقوں میں اسلام سے قبل کی ظلمانی عیسائیت۔ تثلیثی عیسائیت، راہبانہ چرچ کا قبضہ آدھی دنیا پر ہوتا اور آدھی دنیا پر ایران کا زرتشتی مذہب قابض ہوتا۔

نہایت بنیادی عظیم الشان تبدیلی فتح مکہ سے پیدا ہوئی ہے۔ مسلمانوں نے ان سارے علاقوں کو فتح کیا اور یونانی علوم کو جنہیں عیسائیت اپنی راہبانیت کی وجہ سے ضائع کر رہی تھی ان کو محفوظ کیا اور ان میں اپنے زبردست تجربات کئے اور پھر ان علوم کو یورپ میں پھیلایا سپین کے ذریعہ سے اٹلی کے ذریعہ سے اور صقلیہ کے ذریعہ سے، ان علوم کے خزانوں کو تحریک اصلاح مذہب اور تحریک احیائے علوم کے ذریعہ سے سارے یورپ میں پھیلایا۔ آج دنیا جو سائنسی ترقی کا دعویٰ کرتی ہے وہ دراصل مبنی ہے بالواسطہ یا

بلاواسطہ فتح مکہ پر۔ فتح مکہ ایک عظیم الشان واقعہ ہے۔ ایک بہت بڑی فتح ہے۔ وہ فاتح دس ہزار قدوسیوں کے ساتھ شہر میں داخل ہوا اور اس فاتح نے ایک ایسی فتح بھی پائی جو اپنی ذات میں بھی ایک عظیم الشان فتح ہے جنگی لحاظ سے بھی۔ بغیر لڑائی کے دشمن کا ہیڈ کوارٹر فتح ہو گیا۔ جانتے ہیں اس فاتح نے شام کا کھانا کیا کھایا تھا؟؟ بہت کم لوگ جانتے ہیں۔ اس سارے دن کی جدوجہد کے بعد حضور ﷺ حضرت ام ہانی رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے گھر تشریف لے گئے۔ جو ان کی چچا زاد بہن تھی۔ فرمایا: بی بی کچھ کھانے کو ہے؟ کھانے کو تو کچھ نہیں۔ کیونکہ کھانا ختم ہو چکا ہے۔ ہاں سوکھی روٹی کے چند ٹکڑے پڑے ہیں۔ اچھا وہ ہی لے آؤ۔ لیکن وہ تو بہت زیادہ سخت تھے۔ اچھا بی بی پانی لاؤ۔ وہ ٹکڑے پانی میں ڈبو دیئے۔ اچھا اب کچھ اور ہو۔ بی بی گھر میں نمک تو ہو گا۔ اچھا نمک لاؤ۔ وہ اس میں ڈالا اور روٹی تیار ہو گئی۔ اب سالن کا کیا کریں۔ بی بی سالن ہے؟ سالن تو کوئی نہیں۔ سرکہ ہے۔ اچھا سرکہ لے آؤ۔ اس عظیم الشان فتح کے فاتح نے جو کھانا اس دن کھایا تھا وہ یہ تھا۔

جب دشمن کے ہیڈ کوارٹر میں کوئی اور کمانڈر داخل ہوتا ہے تو میزیں لگ رہی ہوتی ہیں۔ رنگ برنگے کھانے لگ رہے ہوتے ہیں۔ لوٹ مار کر کے بھی لوگوں کے گھروں سے اعلیٰ ترین غلے، اعلیٰ ترین کھانے اور اعلیٰ ترین گوشت آ رہا ہوتا ہے اور جو کھانا آنحضور ﷺ نے کھایا وہ سوکھی روٹی کے ٹکڑے پانی میں بھگو کر نمک اوپر ڈال کر ساتھ سرکہ لے کر کھایا۔

حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا فرماتی ہیں کہ آل محمد ﷺ جب سے مدینے میں تشریف لائی تھی۔ اس نے گیہوں کی روٹی تین دن مسلسل نہیں کھائی تھی۔ یہاں تک کہ آنحضور ﷺ کی وفات ہوئی۔ اور جب وفات ہوئی تو آنحضور ﷺ کی زرہ ایک یہودی کے پاس...... سربراہ مملکت کی زرہ...... آپ تصور کر سکتے ہیں سربراہ پاکستان یا صدر امریکہ کی زرہ...... اس کا ہتھیار ایک یہودی کے پاس تیس صاع غلے (ایک صاع تین سیر کا ہوتا ہے) یعنی 100 سیر غلے کے بدلہ میں پڑی ہوئی تھی۔ سربراہ مملکت کے پاس پیسے تو ہیں نہیں اس یہودی کے پاس اپنی زرہ رکھوائی ہوئی ہے۔ انسانی تاریخ میں ایسی کوئی مثال نہیں ہے۔

حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا بیان کرتی ہیں کہ ہمیں تین چاند دیکھتے گزر جاتے تھے اور حضور ﷺ کے گھر آگ نہیں جلتی تھی۔ عروہ کہتے ہیں کہ خالہ وہ کھاتے کیا تھے؟ فرمایا: یہی چھوہارے اور پانی۔ ہاں ہمارے کچھ ہمسائے تھے وہ دودھ بھیج دیا کرتے تھے۔ وہ ہم پی لیا کرتے تھے۔ لیکن اس لئے نہیں کہ کوئی کمی تھی اس لئے نہیں کہ کھانا تھا نہیں۔ وہ کھانا اور سب کچھ دوسروں کو دیتے تھے۔ اور خود اس طرح گزارہ کرتے تھے۔

کیا ہی خوبصورت نقشہ براہین احمدیہ میں کھینچا گیا ہے۔ فرماتے ہیں:-

”خیال کرنا چاہیے کہ کس استقلال سے آنحضرتؐ اپنے دعویٰ نبوت پر باوجود پیدا ہو جانے والے ہزاروں خطرات اور کھڑے ہو جانے والے لاکھوں معاندوں اور مزاحموں اور ڈرانے والوں کا اوّل سے اخیر دم تک ثابت اور

قائم رہے برسوں تک وہ مصیبتیں دیکھیں اور وہ دکھ اٹھانے پڑے جو کامیابی سے بکلی مایوس کرتے تھے اور روز بروز بڑھتے جاتے تھے کہ جن پر صبر کرنے سے کسی دنیوی مقصد کا حاصل ہو جانا وہم بھی نہیں گذرتا تھا بلکہ نبوت کا دعویٰ کرنے سے ازدست اپنی پہلی جمعیت کو بھی کھو بیٹھے اور ایک بات کہکر لاکھ تفرقہ خرید لیا اور ہزاروں بلاؤں کو اپنے سر پر بلا لیا۔ وطن سے نکالے گئے۔ قتل کے لئے تعاقب کئے گئے۔ گھر اور اسباب تباہ اور برباد ہو گیا۔ بار ہا زہر دی گئی۔ اور جو خیر خواہ تھے وہ بدخواہ بن گئے۔ اور جو دوست تھے وہ دشمنی کرنے لگے اور ایک زمانہ دراز تک وہ تلخیاں اٹھانی پڑیں کہ جن پر ثابت قدمی سے ٹھہرے رہنا کسی فریبی اور مکار کا کام نہیں اور پھر جب مدت مدید کے بعد غلبہ اسلام کا ہوا تو ان دولت اور اقبال کے دنوں میں کوئی خزانہ اکٹھا نہ کیا۔ کوئی عمارت نہ بنائی۔ کوئی بارگاہ طیار نہ ہوئی۔ کوئی سامان شاہانہ عیش و عشرت کا تجویز نہ کیا گیا۔ کوئی اور ذاتی نفع نہ اُٹھایا بلکہ جو کچھ آیا وہ سب یتیموں اور مسکینوں اور بیوہ عورتوں اور مقروضوں کی خبر گیری میں خرچ ہوتا رہا اور کبھی ایک وقت بھی سیر ہو کر نہ کھایا''۔

(روحانی خزائن جلد اول براہین احمدیہ جلد ۲ صفحہ ۱۰۸، ۱۰۹)

(یہ درس ۲۰۰۴-۰۲-۲۰ کو ایم ٹی اے پر نشر ہوا)

حضرت عبداللہ ذوالبجادین المزنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ

(مکرم لئیق احمد ناصر چودھری۔ کھاریاں)

تاریخ میں چند لوگ ہی ایسے ملتے ہیں جنہوں نے مختصر وقت میں اپنے آپ کو امر کروالیا۔ یہ لوگ میدان عمل میں اُترنے کے اعتبار سے تو بہت بعد میں آئے لیکن اپنے دوام کے لحاظ سے بہت سے پہلے آنے والوں کو پیچھے چھوڑ گئے۔ انہی لوگوں میں سے ایک حضرت عبداللہ المزنی ہیں۔

آپ نے ایک سال کے مختصر عرصے میں وہ مقام حاصل کیا کہ آپ کی وفات پر حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ اور حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ جیسے جلیل القدر صحابہ کرام نے اس خواہش کا اظہار کیا کہ:-

یالیتنی کنت صاحب الحفرة

کہ اے کاش اس قبر میں میں ہوتا

آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا نام عبدالعزیٰ تھا اور مزنیہ قبیلے سے تعلق رکھتے تھے۔ لیکن جب آپ نے اسلام قبول کیا تو آنحضور ﷺ نے آپ کا نام عبداللہ ذوالبجادین رکھا۔ بجاد عربی زبان میں سخت کھردری چادر کو کہتے ہیں۔ پس ذوالبجادین کا مطلب ہوا دو کھردری چادروں والا۔ یہ لقب بھی آپ کو آنحضور ﷺ نے ہی دیا۔ اس کی وجہ امام بیہقی یہ بتاتے ہیں کہ جب آپ ایمان لانے کے لئے آنحضور ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئے تو اس وقت آپ کے بدن پر ایک کھردری چادر تھی جس کے دو ٹکڑے کر کے ایک کو آپ نے تہہ بند کے طور پر باندھا ہوا تھا اور دوسرے کو اوپر اوڑھا ہوا تھا۔

آپ بچپن میں ہی یتیم ہو گئے۔ آپ کے پاس کوئی مال نہ تھا۔ نہ آپ کو ورثہ میں کوئی چیز ملی۔ آپ کی کفالت آپ کے چچا نے کی۔

آپ فتح مکہ کے بعد مسلمان ہوئے۔ درحقیقت ان کے دل نے تو اسلام بہت پہلے قبول کر لیا تھا مگر عملاً اعلان اپنے چچا کی وجہ سے نہ کرتے تھے۔ چنانچہ کئی سال گذر گئے۔ یہاں تک کہ آپ نے اپنے چچا کو کہا کہ میں تو آپ کے قبول اسلام کا انتظار کر رہا تھا لیکن مجھے تو آپ کا کوئی ایسا ارادہ نظر نہیں آتا لہٰذا مجھے اسلام لانے کی اجازت دیں۔ اس پر آپ کے چچا نے کہا کہ خدا کی قسم اگر تو نے محمد (ﷺ) کی پیروی کی تو میں نے جو کچھ بھی تمہیں دے رکھا ہے سب کچھ واپس لے لوں گا۔ حتیٰ کہ تمہارے کپڑے بھی۔ اس پر آپ نے کہا کہ اللہ کی قسم کہ میں محمد ﷺ کی پیروی کرنے والا ہوں اور بتوں کی عبادت کو چھوڑنے والا ہوں یہ جو کچھ میرے پاس ہے آپ لے لیں۔ اس پر اس نے آپ سے سب کچھ چھین لیا۔ آپ اپنی ماں کے پاس آئے تو انہوں نے اپنی ایک کھردری چادر آپ کو دی آپ نے اس کے دو ٹکڑے کیے۔ ایک کو تہہ بند کے طور پر باندھ لیا اور دوسرے کو اوپر اوڑھ لیا اور مدینہ میں آنحضور ﷺ کی خدمت

میں حاضر ہو گئے۔ آپ سحری کے وقت مدینہ پہنچے۔ مسجد میں آنحضور ﷺ کا انتظار کیا۔ نماز کے بعد آنحضور ﷺ نے پوچھا کہ آپ کون ہیں؟ آپ نے کہا کہ میں عبدالعزیٰ ہوں آپ ﷺ نے فرمایا کہ نہیں آپ عبداللہ ذوالبجادین ہیں۔ اس کے بعد آپ اہل صفہ میں شامل ہو گئے۔

آپ کے اوصاف کے بارے میں ارشاد نبوی ﷺ

☆ بہت زیادہ عبادت گذار ہیں

☆ کثرت سے قرآن کریم کی بلند آواز میں تلاوت کرتے ہیں

☆ اکثر ذکر الٰہی میں مشغول رہتے ہیں

☆ بہت نرم خو اور نرم دل ہیں

جب جنگ تبوک کے لئے آنحضور ﷺ نکلے تو آپ آنحضور ﷺ کے ساتھ تھے۔ آپ نے درخواست کی کہ میرے لئے شہادت کی دعا کریں۔ آنحضور ﷺ نے کیکر کی چھال آپ کے بازو پر باندھ کر فرمایا۔

اَللّٰھُمَّ اِنِّی اُحَرِّمُ دَمَہٗ عَلَی الْکُفَّارِ

اے اللہ میں اس کا خون کفار پر حرام کرتا ہوں

اس پر حضرت عبداللہ نے عرض کیا کہ آقا میں نے تو یہ نہیں کہا تھا آپ نے فرمایا کہ اگر تو غازی ہو اور تجھے بخار ہو جائے جس کی وجہ سے تو فوت ہو جائے تو تُو شہید ہے۔

چنانچہ حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ روایت کرتے ہیں کہ جنگ کے موقع پر میں آدھی رات کو اٹھا تو میں نے لشکر کے ایک جانب دور آگ کا شعلہ دیکھا پس میں اس کی طرف چل پڑا۔ (ایک روایت کے مطابق یہ روشنی حضرت بلال رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے پاس تھی) جب وہاں پہنچا تو پتا چلا کہ عبداللہ ذوالبجادین وفات پا گئے ہیں۔ وہاں آنحضور ﷺ کے ساتھ حضرت ابوبکر اور حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما بھی موجود تھے اور وہ قبر کھود چکے تھے۔ آنحضور ﷺ نے فرمایا کہ اس کے لئے قبر کو وسعت دو۔ اللہ نے بھی اس کے لئے وسعت رکھی ہے۔ جب آپ کی نعش کو اُٹھایا گیا تو آنحضور ﷺ نے فرمایا کہ اس سے نرمی کا برتاؤ کرو اللہ بھی اس پر نرم ہوا ہے۔

جن پانچ افراد کو لحد میں اتارنے کے لئے آنحضور ﷺ خود ان کی قبر میں اترے ان میں سے ایک حضرت عبداللہ بھی تھے۔ جب قبر تیار ہو چکی تو آنحضور ﷺ نے حضرت ابوبکر اور حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے فرمایا کہ آگے بڑھ کر اپنے بھائی کو اٹھا کر لحد میں اُتارو۔ چنانچہ آپ تینوں نے حضرت عبداللہ کو لحد میں اُتارا۔ جب قبر تیار ہو چکی تو آنحضور ﷺ نے دعا کے لئے ہاتھ اُٹھائے اور فرمایا اے اللہ میں آج شام تک اس سے خوش رہا ہوں تو بھی اس سے راضی ہو جا۔ اس پر حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے کہا کہ اے کاش میں اس قبر میں ہوتا اور ایک اور روایت کے مطابق حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے بھی اسی خواہش کا اظہار کیا۔

آپ کی وفات پر بعض صحابہ نے آنحضور ﷺ سے پوچھا کہ کیا آپ غمگین ہیں تو آپ نے فرمایا کہ ہاں وہ اللہ اور اس کے رسول سے بہت محبت کرتا تھا۔

حوالہ جات:- ● الاستیعاب جلد ۳ صفحہ ۱۰۰۳ ● صفوۃ الصفوۃ جلد ۱ صفحہ ۶۷۸ ● الاصابۃ جلد ۴ صفحہ ۶۲ ● شعب الایمان جلد ۱ صفحہ ۴۱۷ ● حلیۃ الاولیاء جلد ۱ صفحہ ۳۶۵ ● المعجم الاوسط جلد ۹ صفحہ ۵۲

***

تحریک جدید کے ضمن میں عظیم الشان پیشگوئیاں

(مرسلہ: مکرم وکیل المال اول صاحب۔ تحریک جدید)

سیدنا حضرت المصلح الموعود نور اللہ مرقدہ نے جماعت کے سامنے جو مطالبات تحریک جدید پیش فرمائے ان میں بے شمار عظیم الشان پیشگوئیاں بھی مضمر تھیں۔ ان میں سے کچھ پیشگوئیاں ایسی ہیں جو انشاء اللہ اپنے وقت پر پوری آب وتاب کے ساتھ ظہور میں آئیں گی مثلاً

۱۔ غلبۂ احمدیت کی بشارت (انیس سالہ کتب صفحہ ۲۱)

۲۔ بادشاہت کی بشارت (مطالبات صفحہ ۱۷۹)

۳۔ وصیت کے نظام کی عالمگیریت کی بشارت (نظام نو صفحہ ۱۳۰)

۴۔ نظام نو کے قیام کی بشارت (نظام نو صفحہ ۱۳۰)

۵۔ دہریت کے ازالہ کی بشارت (تذکرہ اور انیس سالہ کتاب صفحہ ۵۱)

تاہم کچھ پیشگوئیاں ایسی ہیں جو خدا تعالیٰ کے فضل سے پوری وضاحت کے ساتھ ظہور میں آ چکی ہیں۔ ان میں سے ایک پیشگوئی یہ تھی کہ ۱۹۴۴ء کے بعد دعوت الی اللہ کے رکے ہوئے راستے انشاء اللہ کھل جائیں گے اور بفضل خدا جماعت بڑی تیزی سے ترقی کرے گی اس پیشگوئی کو تفصیل کے ساتھ ذیل میں ہدیۂ قارئین کیا جاتا ہے۔ سیدنا حضرت مصلح موعود نے فرمایا:۔

''بعض پیشگوئیوں سے معلوم ہوتا ہے کہ ۱۹۴۲ء تا ۱۹۴۴ء کا زمانہ ایسا ہے جس سے سلسلہ احمدیہ کی بعض موجودہ مشکلات جاری رہیں گی۔ اس کے بعد اللہ تعالیٰ ایسے حالات پیدا کردے گا کہ بعض قسم کے ابتلاء دور ہو جائیں گے اور اس وقت تک اللہ تعالیٰ کی طرف سے ایسے نشانات ظاہر ہو جائیں گے جن کے نتیجہ میں بعض مقامات کی (دعوۃ الی اللہ کی) روکیں دور ہو جائیں گی۔ اور سلسلہ احمدیہ نہایت تیزی سے ترقی کرنے لگ جائے گا۔ پس میں نے چاہا کہ اس پیشگوئی کی جو آخری حد ہے اس وقت تک یعنی ۱۹۴۴ء تک تحریک جدید کو لے جاؤں تا آئندہ آنے والی مشکلات میں اسے ثبات حاصل ہو۔''

(مطالبات صفحہ ۱۳ خطبہ جمعہ ۲۷ فروری ۱۹۳۸ء)

آپ نے یہ اظہار خیال جنوری ۱۹۳۸ء میں فرمایا جس میں یہ بتایا گیا کہ ۱۹۴۴ء تک مرکز سے ممالک بیرون میں مربیان کا بھجوانا ممکن نہ ہوگا اور اس راستے میں روکیں واقع ہوں گی اور اس کے بعد بعض قسم کے ابتلاء دور ہو جائیں گے چنانچہ ۱۹۳۹ء میں جنگ عظیم کا آغاز ہوا جو ۱۹۴۴ء تک جاری رہی اور مربیان کے باہر بھجوانے کے راستے بند رہے تو اس طرح پیشگوئی کا پہلا حصہ جنگ عظیم کے باعث پورا ہوا۔

اللہ تعالیٰ نے ۱۹۴۵ء میں اس جنگ عظیم کو اختتام پر پہنچا کر مربیان کو باہر بھجوانے کے راستے کھول دیئے حتیٰ کہ ۱۹۴۵ء میں سیدنا حضرت مصلح موعود نور اللہ مرقدہ نے ۹ مربیان کا ایک وفد دنیا کے مختلف ممالک میں تعینات کرنے کے لئے قادیان سے انگلستان

بھجوایا جب وہ وفد انگلستان پہنچا تو دنیا کے مشہور اخباروں نے بڑی حیرت کا اظہار کیا کہ پہلے تو مغرب سے مشرق کی طرف عیسائیوں کے منادجایا کرتے تھے اور اب ہم یہ عجیب نظارہ دیکھ رہے ہیں کہ مشرق سے (دین حق) کے منادی مغرب کی طرف آرہے ہیں۔

حضور کے مذکورہ بالا ارشاد میں ۱۹۴۴ء کے بعد بیرونی ممالک میں دعوت الی اللہ کے دروازے کھلنے کی پیشگوئی پائی جاتی ہے۔ چنانچہ ۱۹۴۴ء کے بعد جنگ عظیم ختم ہوگئی اور اس کے بعد ۱۹۴۵ء میں قادیان سے ۹ مربیان پر مشتمل قافلہ یورپ کی طرف روانہ ہوا جس نے مختصر قیام کے بعد چند برسوں کے اندر سپین، فرانس، سوئٹزرلینڈ، ہالینڈ اور جرمنی میں نئے مشن کھول دیے اور اس طرح اللہ تعالیٰ نے حضرت مصلح موعود کی پیشگوئی کو پورا کر کے دکھا دیا اور اس کا ذکر اخباروں میں بھی نشر ہوا مثال کے طور پر ایک اخبار (بنام ڈیلی کرانیکل نیروبی) ۵رجولائی ۱۹۴۸ء کی اشاعت میں لکھتا ہے:-

''جہاں تک (مربیان) کی آمدورفت کا تعلق ہے امام جماعت احمدیہ کے (مربیان) نے ہوا کا رخ بالکل پھیر کر رکھ دیا ہے پہلے عیسائی مشنری مغرب سے مشرق کی طرف آتے تھے اب (مربیان دین حق) مشرق سے مغرب کی طرف جارہے ہیں۔ (دین حق) کے یہ مناد آج کل یورپ میں (دین حق کی) تعلیمات کی (دعوۃ) واشاعت کے وسیع انتظامات کو پایہ تکمیل تک پہنچانے میں ہمہ تن مصروف ہیں''۔

تحریک جدید کے ضمن میں سیدنا حضرت مصلح موعود نور اللہ مرقدہ کی کئی اور پیشگوئیاں بھی ظہور میں آچکی ہیں لیکن اس وقت صرف ایک پیشگوئی پر اکتفا کی جاتی ہے۔ اس ایک پیشگوئی سے ہی تحریک جدید کی عظمت اظہر من الشمس ہے۔

****
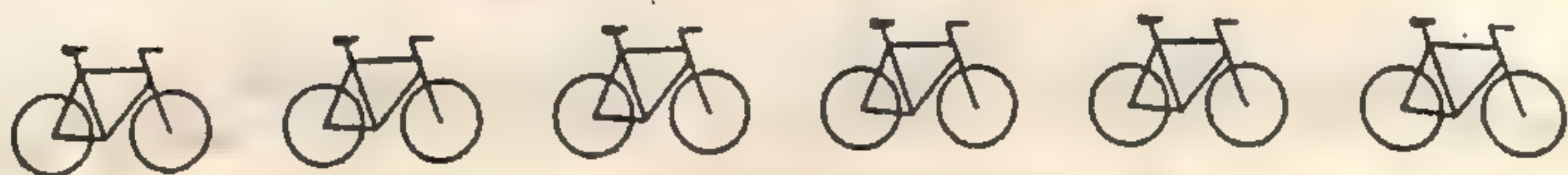
حضرت قاضی زین العابدین صاحب

آف خان پور ریاست پٹیالہ

(مکرم غلام مصباح بلوچ صاحب۔ نوکوٹ سندھ)

حضرت صوفی احمد جان صاحب حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے ان اوّلین عشاق میں سے تھے جنہوں نے اپنے کثیر ارادت مندوں اور عقیدت مندوں کی پرواہ نہ کرتے ہوئے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے دامن سے وابستگی اختیار کر لی تھی اور شاہی پر غلامی کو ترجیح دی۔ آپ کے اس عمل سے آپ کے مریدوں کی بھی ایک تعداد آپ کے پیچھے حضرت مسیح موعود علیہ السلام امام الزمان کی بیعت کر کے سلسلہ احمدیہ میں داخل ہوئی، چنانچہ ایسے مریدوں میں ایک نام حضرت قاضی زین العابدین صاحب سرہندی کا بھی ہے جو حضرت صوفی احمد جان صاحب کے دلی محبین میں سے تھے۔

حضرت قاضی زین العابدین ولد غلام حسین صاحب خانپور ریاست پٹیالہ ڈاک خانہ سرہند کے رہنے والے تھے۔ بڑے وجیہہ، خوش شکل اور خوبصورت لحن کے مالک تھے، نہایت ذہین اور زیرک تھے اور ایک عمدہ حکیم بھی تھے۔ آپ کے ایک بھائی حضرت قاضی نظام الدین صاحب بھی سلسلہ احمدیہ میں داخل تھے۔

حضرت قاضی صاحب احمدیت سے پہلے حضرت صوفی احمد جان صاحب سے بہت عقیدت رکھتے تھے یہاں تک کہ حضرت صوفی صاحب کی وفات کے بعد ایک دفعہ ان کے صاحبزادے پیر افتخار احمد صاحب لدھیانوی یکے از ۳۱۳ (وفات ۸ جنوری ۱۹۵۱ء) مع اہل و عیال حضرت قاضی صاحب کے ہاں خانپور تشریف لائے تو آپ نے اپنے داماد حضرت میاں محمد ظہور الدین صاحب کو حضرت پیر افتخار احمد صاحب سے بیعت کرا دیا۔

۱۸۸۵ء کے اوائل میں حضرت صوفی احمد جان صاحب سیدنا حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی اجازت سے جب حج پر روانہ ہونے لگے تو حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے اپنے قلم سے انہیں ایک دردانگیز دعا تحریر فرمائی اور ساتھ ہدایت دی کہ ”آپ پر فرض ہے کہ انہیں الفاظ سے بلا تبدیل و تغیر بیت اللہ میں حضرت ارحم الراحمین میں اس عاجز کی طرف سے دعا کریں“۔ چنانچہ حضرت صوفی صاحب نے یہ دعا بیت اللہ شریف میں بھی اور میدان عرفات میں بھی پڑھی۔ آپ کے پیچھے اس وقت آپ کے تقریباً ۲۰ خدام اور عقیدت مند بھی تھے جن کو آپ نے فرمایا کہ میں حضرت مسیح موعود علیہ السلام کا دعائیہ مکتوب بلند آواز سے پڑھتا ہوں تم سب آمین کہتے جاؤ چنانچہ ایسا ہی کیا گیا۔ آپ کے ساتھ اس حج اور پھر حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی دعا میں شامل ہونے والے خدام میں سے

ایک حضرت قاضی زین العابدین صاحب بھی تھے۔

(ریویو آف ریلیجنز اکتوبر ۱۹۴۲ء صفحہ ۱۶)

آپ فرماتے ہیں کہ حضرت منشی احمد جان صاحب وہ بزرگ ہستی ہیں جنہوں نے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی ابتدائی حالت کو ہی دیکھ کر لوگوں کی بیعت لینا چھوڑ دی تھی اور جو کوئی آتا اس کو آپ فرمایا کرتے تھے کہ اب جس کو یادالٰہی کا شوق ہو وہ قادیان مرزا غلام احمد صاحب کے پاس جائے۔ ہم مخلوق خدا کو ایک ایک قطرہ دیا کرتے تھے مگر یہ شخص یعنی حضرت مسیح موعود علیہ السلام تو ایسا عالی ہمت پیدا ہوا ہے کہ اس نے تو چشمہ پر سے پتھر ہی اٹھا دیا اب جس کا جی چاہے سیر ہو کر پیئے۔

حضرت صوفی صاحب کی وفات کے بعد (جو ۲۷ر دسمبر ۱۸۸۵ء میں ہوئی) حضرت قاضی صاحب نے حضرت مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ علیہ کے مزار پر جا کر مراقبہ کیا اور یادالٰہی کرتے رہے اس دوران آپ کئی بار قادیان آئے اور آکر ہفتہ ہفتہ ٹھہر کر واپس چلے جاتے۔ بالآخر فرماتے ہیں کہ ''حضرت منشی احمد جان صاحب کی عقیدت کی وجہ سے میں نے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی بیعت کر لی پھر حضرت اقدس کی مجلس کا جو رنگ مجھ پر چڑھا اس کے آگے پھر پہلی رنگت پھیکی نظر آنے لگی''۔

(رجسٹر روایات (رفقاء) نمبر ۱۱ صفحہ ۳۵۸)

آپ نے ۲۱ر فروری ۱۸۹۲ء کو بمقام کپورتھلہ حضور علیہ السلام کے ہاتھ پر بیعت کا شرف حاصل کیا جب کہ حضور علیہ السلام سیالکوٹ سے واپسی پر کپورتھلہ کے سفر پر تھے۔ رجسٹر بیعت میں آپ کی بیعت اس طرح درج ہے۔

۲۱ر فروری ۱۸۹۲ء بمقام کپورتھلہ۔ زین العابدین ولد غلام حسین خان پور ریاست پٹیالہ ڈاکخانہ سرہند۔

دسمبر ۱۸۹۲ء میں آپ قادیان آئے اور جماعت احمدیہ کے دوسرے تاریخی جلسہ میں شرکت فرمائی چنانچہ آپ کا نام شاملین جلسہ کے اسماء مندرجہ آئینہ کمالات اسلام میں ۷۸ ویں نمبر پر درج ہے، اس خوش نصیبی کے علاوہ آپ کے حصہ میں یہ سعادت بھی آئی کہ حضور علیہ السلام نے آپ کا نام ۳۱۳ کبار صحابہ مندرجہ کتاب ''انجام آتھم'' میں بھی رقم فرمایا ہے۔ آپ کا نام ۳۱۳ رفقاء میں ۵۰ ویں نمبر پر اس طرح درج ہے۔

۵۰۔ قاضی زین العابدین صاحب خانپور سرہند

(انجام آتھم، روحانی خزائن جلد ۱۱ صفحہ ۳۲۶)

اسی طرح حضور علیہ السلام نے اپنے ایک اشتہار میں مخالفین کی طرف سے گورنمنٹ کو پہنچائی گئی خلاف واقعہ اطلاعات کی تردید کرتے ہوئے اپنے خاندان اور سلسلہ کے صحیح حالات بیان فرمائے تھے اور بطور نمونہ اپنی جماعت کے ۳۱۶ رفقاء کے نام درج فرمائے ہیں جس میں آپ کا نام بھی ۲۳۱ نمبر پر موجود ہے، یہ اسماء کتاب البریہ روحانی خزائن جلد ۱۳ صفحہ ۳۵۰۔۳۵۷ پر موجود ہیں۔

آپ نے اپنی ایک بیٹی کی شادی حضرت میاں محمد ظہور الدین صاحب آف ڈولی کہار آگرہ کے ساتھ کی جو آپ کے شاگردوں میں سے ہی تھے وہ فرماتے ہیں:-

''اول میں مکرم معظم جناب قاضی نظام الدین صاحب کے پاس بہت عرصہ پڑھا ہوں جو اپنے علم وفضل میں خاص شہرت

رکھتے تھے۔ان کے بعد پھر میں نے مکرم معظم جناب قاضی زین العابدین صاحب کے پاس گلستان...... فارسی مسائل کی کتاب پڑھی ہے، آپ بہت ہی ذہین حکیم بھی تھے۔جس کام کو انہوں نے ایک نظر دیکھا اسے کمال کو پہنچا کر چھوڑا۔ایک دفعہ انہوں نے کسی اخبار میں سے خبر پڑھی کہ لیکھرام آریہ حضرت مسیح موعودعلیہ السلام کی پیشگوئی کے مطابق قتل ہوگیا کیونکہ یہ شخص اسلام کا دشمن اور آنحضرت صلعم کو گالیاں دینے والا تھا، آپ جہاں جاتے حضرت مسیح موعودعلیہ السلام کی اس پیشگوئی کا ذکر کرتے......

قاضی زین العابدین صاحب مجھے بہت محنت سے پڑھاتے تھے کچھ عرصہ بعد میں بیمار ہوگیا۔ بیمار بھی ایسا کہ بڑے بڑے حکماء نے جواب دے دیا کہ اب یہ نہیں بچے گا۔میرے والدین کے اس وقت کوئی نرینہ اولاد نہ تھی اور میرے خسر قاضی زین العابدین کو بے حد صدمہ تھا کہ ایک روز انہوں نے اپنے برادر قاضی نظام الدین صاحب سے مشورہ کیا کہ حکماء لوگوں نے تو جواب دے دیا ہے میرے خیال میں ظہور الدین کا طب روحانی سے علاج کیا جائے ممکن ہے اللہ تعالیٰ شفا بخشے انہوں نے بھی قاضی زین العابدین صاحب کے اس مشورہ کو پسند کیا لہذا اب خیال ہوا کہ کون علاج کرے میرے خسر نے فرمایا کہ علاج تو میں ہی شروع کردیتا لیکن میرا خیال نہ جمے گا، اس علاج میں خیال کا جمنا ہی ضروری ہے انہوں نے اپنے برادر خورد قاضی نظام الدین صاحب سے کہا کہ تم علاج شروع کرو لہذا علاج شروع ہوگیا۔خدا تعالیٰ نے اپنے فضل وکرم سے بلا کسی اور دوا کے مجھے طب روحانی کے علاج سے ہی شفا دے دی۔الحمدللہ علی ذالک۔ جب میری حالت روبصحت ہوئی تو مجھے میرے خسر صاحب نے ایک کتاب حضرت مسیح موعودعلیہ السلام کی جس کا نام انوار الاسلام ہے۔ لاکر دی وہ کتاب ان کی دی ہوئی اب تک میرے پاس ہے......میں نے حضور کے دست مبارک پر ۱۹۰۵ء میں بیعت کی۔الحمدللہ علی ذالک......"

میرے بیعت ہونے سے دو یا ڈیڑھ سال قبل میرے خسر قاضی زین العابدین صاحب نے مجھ سے ایک روز فرمایا کہ یہاں گردونواح میں طاعون کا زور ہے ہم قادیان جارہے ہیں اگر تم بخوشی اجازت دو تو میں اپنی لڑکی کو بھی قادیان اپنے ہمراہ لے جاؤں۔ میں نے ان سے کہا کہ آپ کو مجھ سے اجازت لینے کی کیا ضرورت ہے آپ اگر لے جانا چاہیں تو لے جاسکتے ہیں لہذا وہ دوسرے یا تیسرے روز قادیان شریف کو مع اہل و عیال کے روانہ ہوگئے"

(رجسٹر روایات (رفقاء) نمبر ۱۱ صفحہ ۳۵۳۔۳۵۰)

احمدیت میں آنے کی وجہ سے مخالفین کی طرف سے بعض مشکلات کا سامنا کرنا پڑا لیکن آپ استقلال کے ساتھ اس پر قائم رہے۔۱۸۹۸ء میں ایسی ہی ایک صورتحال سے آپ کو گذرنا پڑا لیکن آپ نے صبر سے کام لیا۔ حضرت حکیم مولوی نورالدین صاحب حضرت خلیفۃ المسیح الاوّل نے حضرت نواب محمد علی خان صاحب کے نام ایک مکتوب میں لکھا:

مکرم و معظم جناب خاں صاحب محمد علی خاں صاحب

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

مکرم قاضی زین العابدین اور ان کے فرزند رشید حضرت

مرزا صاحب کے مخلص احباب میں سے ہیں، ان کی قضاء بہت تھی مگر لدھیانہ کے مولویوں نے حملہ کر کے لوگوں کو ان پر بدظن کر دیا ہے اور ان کو تکلیف پہنچائی ہے جہاں تک ممکن ہو آپ ہمدردی فرماویں۔

نور الدین

۲۳/اپریل ۹۸ء از قادیان

(مکتوبات (رفقاء) احمد جلد اوّل صفحہ ۲۵ از ملک صلاح الدین صاحب ایم اے)

آپ کے داماد حضرت میاں محمد ظہور الدین صاحب حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی وفات پر آپ کی کیفیت کا ذکر کرتے ہوئے فرماتے ہیں:-

"......غالباً تین چار ماہ بعد یکا یک ہم لوگوں کو خبر لگی کہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کا لاہور میں وصال ہو گیا ہے، میرے خسر قاضی زین العابدین صاحب اس خبر کو سن کر دیوانوں کی طرح ہو گئے ہمیں کچھ نہ سوجھتا تھا ہم اس حالت میں اسٹیشن سر ہند پر پہنچے وہاں اسٹیشن کے بابو نور احمد صاحب سے قاضی صاحب نے کہا کہ آپ لاہور تار دے کر دریافت کریں کہ کیا واقعی بات درست ہے کہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کا وصال ہو گیا ہے۔ ہماری ایسی حالت کو دیکھ کر بہت سے غیر احمدی ہمارے پیچھے ہنسی مذاق کرتے ہوئے چلے آرہے تھے جو جس کے دل میں آتا بکواس کرتا تھا، ہم غم کے مارے دیوانوں کی طرح پھر اپنے گھر کو آگئے ...... حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے جانشین حضرت خلیفۃ المسیح الاول مولانا نور الدین صاحب منتخب ہوئے ہم سب نے اپنی اپنی بیعت کے خطوط روانہ کر دیئے"۔ (رجسٹر روایات نمبر ۱۱ صفحہ ۳۶۸، ۳۶۷)

✵✵✵

اوّل نماز

حضرت اماں جان بیان کرتی ہیں کہ ان سے حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے ذکر فرمایا کہ ایک دفعہ میں کسی مقدمہ کی پیروی کے لئے گیا۔ عدالت میں اَور اَور مقدمے ہوتے رہے۔ اور مَیں باہر ایک درخت کے نیچے انتظار کرتا رہا۔ چونکہ نماز کا وقت ہو گیا تھا۔ اس لئے مَیں نے وہیں نماز پڑھنا شروع کر دی۔ مگر نماز کے دَوران میں ہی عدالت سے مجھے آوازیں پڑنی شروع ہو گئیں۔ مگر مَیں نماز پڑھتا رہا۔ جب مَیں نماز سے فارغ ہوا۔ تو مَیں نے دیکھا کہ میرے پاس عدالت کا بہرا کھڑا ہے۔ سلام پھیرتے ہی اس نے مجھے کہا مرزا صاحب مبارک ہو آپ مقدمہ جیت گئے ہیں۔

(سیرۃ المہدی جلد اول صفحہ ۱۵)

خلفائے سلسلہ اور دیگر بزرگان کے علم حاصل کرنے کے شوق کے واقعات

علم کی لگن

(مرتبہ: مکرم طارق حیات صاحب۔ حافظ آباد)

حضرت خلیفۃ المسیح الاوّل کو بچپن سے ہی تعلیم کے ساتھ شغف تھا۔ اس کا ذکر کرتے ہوئے فرماتے ہیں کہ دراصل والد صاحب محترم کی وجہ سے مجھے یہ شوق پیدا ہوا۔ فرماتے ہیں کہ:۔

''میرے باپ کو اپنی اولاد کی تعلیم کا بہت شوق تھا۔ مدن چند ایک ہندو عالم تھا وہ کوڑھی ہوگیا۔ لوگوں نے اُسے باہر مکان بنا دیا۔ میرے باپ نے اس کے پاس میرے بھائی کو پڑھنے کے لئے بھیجا۔ لوگوں نے کہا۔ خوبصورت بچہ ہے کیوں اس کی زندگی کو ہلاکت میں ڈالتے ہو۔ اس پر میرے باپ نے کہا مدن چند جتنا علم پڑھ کر اگر میرا بیٹا کوڑھی ہوگیا تو کچھ پرواہ نہیں۔

تم بھی اپنے بچوں کے ایسے باپ بنو۔ میرا باپ ایسا بلند ہمت تھا کہ اگر وہ اس زمانہ میں ہوتا تو مجھے امریکہ بھیج دیتا''۔ (حیات نور از مکرم عبدالقادر صاحب سوداگر مل صفحہ ۲)

فرمایا: ''اللہ تعالیٰ میرے باپ پر رحم فرمائے۔ انہوں نے مجھ کو اس وقت جب کہ میں تحصیل علم کے لئے پردیس جانے لگا۔ فرمایا اتنی دُور جا کر پڑھو کہ ہم میں سے کسی کے مرنے جینے سے ذرا بھی تعلق نہ رہے اور تم اس بات کی اپنی والدہ کو خبر نہ کرنا''۔ (حیات نور از مکرم عبدالقادر صاحب سوداگر مل صفحہ ۱۹)

ایک موقعہ پر فرمایا:۔

''مجھ کو اپنے سن تمیز سے بھی پہلے کتابوں کا شوق تھا۔ بچپنے میں جلد کی خوبصورتی کے سبب کتابیں جمع کرتا تھا۔ سن تمیز کے وقت میں نے کتابوں کا بڑا انتخاب کیا اور مفید کتابوں کے جمع کرنے میں بڑی کوشش کی''۔

(حیات نور از مکرم عبدالقادر صاحب سوداگر مل صفحہ ۹)

قرآن اور قرآنی تعلیم کے ساتھ محبت کا ذکر کرتے ہوئے فرماتے ہیں: ''جب میں راولپنڈی میں تھا تو ہمارے مکان کے قریب ایک انگریز الیگزینڈر کی کوٹھی تھی۔ ایک شخص مجھ کو وہاں لے گیا اس نے میزان الحق اور طریق الحیٰوۃ دو کتابیں بڑی خوبصورت چھپی ہوئی مجھ کو دیں۔ میں نے ان کو خوب پڑھا۔ میں بچہ ہی تھا لیکن قرآن کریم سے اس زمانہ میں بھی مجھ کو محبت تھی۔ مجھ کو وہ دونوں کتابیں بہت لچر معلوم ہوئیں۔ اس وقت ان کے رُوح القدس کو بھی نہیں جانتا تھا۔ میں نے دیکھا کہ خدا تعالیٰ سے دعائیں مانگنے والے مباحثات میں کبھی عاجز نہیں ہوتے''۔ (حیات نور از مکرم عبدالقادر صاحب سوداگر مل صفحہ ۱۴)

حضرت خلیفۃ المسیح الاوّل جب بغرض تعلیم حکیم علی حسین صاحب کے پاس لکھنؤ تشریف لے گئے تو آپ فرماتے ہیں:۔

''میں نے کچھ عذر معذرت کے بعد حکیم صاحب کی یہ پیشکش منظور کرلی۔ پھر حکیم صاحب نے فرمایا۔ طب کہاں تک پڑھنا چاہتے ہو؟ میں نے کہا افلاطون کے برابر۔ حالانکہ مجھے قطعاً خبر نہ تھی کہ افلاطون کوئی حکیم ہے یا طبیب۔ آپ نے ہنس کر فرمایا کچھ تو ضرور ہی پڑھ لوگے۔ اگر کسی چھوٹے کا نام لیتے

تو میرے دل کو بہت صدمہ پہنچتا کیونکہ ہر انسان اپنی غایت مطلوب تک نہیں پہنچتا"۔

(حیات نور از مکرم عبدالقادر صاحب سوداگر مل صفحہ ۲۸)

***

اس طرح حضرت مصلح موعود نور اللہ مرقدہ اپنی ظاہری تعلیم کے متعلق فرماتے ہیں:-

"میں نے حضرت خلیفۃ المسیح الاوّل سے جس طرح پڑھا ہے۔ اور کوئی شخص نہیں پڑھ سکتا۔ آدھ آدھ پارہ بخاری کا آپ پڑھاتے تھے اور کہیں کہیں خود بخود ہی کچھ بتا دیتے تھے۔ اور بعض اوقات سبق کے انتظار میں سارا سارا دن گزارنا پڑتا تھا اور کھانا بھی بے وقت کھایا جاتا تھا۔ اسی وقت میرا معدہ خراب ہوا تھا"۔ (سوانح فضل عمر جلد اوّل صفحہ ۱۱۱۔ الفضل ۳ جولائی ۱۹۲۲ء)

***

حضرت خلیفۃ المسیح الثالث رحمہ اللہ تعالیٰ کے متعلق بیان کیا جاتا ہے کہ:-

گورنمنٹ کالج لاہور کے زمانۂ طالب علمی میں آپ کو ایک دلچسپ واقعہ پیش آیا امتحان کے دنوں میں بعض لڑکوں کو اگلے روز ہونے والے امتحانی پرچے کا علم ہو گیا۔ انہوں نے نصف شب آپ کو جگایا اور امتحانی پرچے کی نقل دینا چاہی۔ آپ نے فرمایا:-

"میں صرف اصل محنت کا صلہ لینے کا حقدار ہوں جو میں نے کی۔ جو نمبر مفت ملتے ہیں وہ میں کبھی نہ لوں گا۔ تم نے اپنی سمجھ کے مطابق مجھے فائدہ پہنچانے کی کوشش کی اس کے لئے میری طرف سے شکریہ۔ مگر اب مجھے سونے دیجئے"۔ یہ سن کر پرچہ بردار دوست شرمندہ ہو کر چلے گئے۔ (الفضل ۲ مئی ۱۹۷۱ء)

آپ کے بچپن کے دوست اور کلاس فیلو شیخ محبوب عالم خالد صاحب گورنمنٹ کالج لاہور کے زمانہ کا ذکر کرتے ہوئے فرماتے ہیں کہ آپ روزانہ کالج کے علاوہ چھ سات گھنٹے پڑھتے تھے۔ اور چھٹی والے دن بارہ بارہ، تیرہ تیرہ گھنٹے پڑھتے تھے۔

(حیات ناصر صفحہ ۶۵)

۶ ستمبر ۱۹۳۴ء کو حضرت مصلح موعود نے حضرت مرزا ناصر احمد صاحب کو اعلیٰ تعلیم کے لئے انگلستان بھجوایا۔ آپ کی شادی کو ابھی ایک ماہ ہی گزرا تھا کہ آپ کو اعلیٰ تعلیم کے لئے رخت سفر باندھنا پڑا۔ (حیات ناصر صفحہ ۷۹)

حضرت خلیفۃ المسیح الثالث رحمہ اللہ تعالیٰ اپنے قیام انگلستان برائے تعلیم میں وہاں کے طلبہ جتنی محنت کرتے ہیں اسے آپ نے خاص طور پر نوٹ فرمایا اور ایک مرتبہ فرمایا:-

"آکسفورڈ میں اچھا طالب علم وہ سمجھا جاتا ہے جو کلاس ورک کے علاوہ بارہ گھنٹے سٹڈی کرتا ہے، یعنی کلاس روم کے علاوہ بارہ گھنٹے سٹڈی کرنے والا اچھا طالب علم اور آٹھ گھنٹے سٹڈی کرنے والا درمیانہ طالب علم اور جو کلاس روم کے علاوہ پانچ گھنٹے سٹڈی کرتا تھا اس کے متعلق وہ کہتے تھے کہ پتہ نہیں یہ یہاں کیوں آ گیا ہے؟ اسے پڑھائی سے کوئی دلچسپی نہیں ہے مگر ہمارے ہاں اچھا طالب علم شائد اسے سمجھا جاتا ہے۔ جو روزانہ پانچ گھنٹے اوسط پڑھتا ہے۔ لیکن وہاں انہوں نے وقت مقرر کیا ہوتا ہے کہ آٹھ یا دس گھنٹے یا بارہ گھنٹے پڑھائی ضرور کرنی ہے"۔

(حیات ناصر صفحہ ۱۰۱)

***

حضرت صاحبزادہ مرزا بشیر احمد صاحب لاہور میں بی۔اے کی تعلیم پا رہے تھے کہ اچانک آپ نے کالج چھوڑ دیا اور قادیان آ کر حضرت خلیفۃ المسیح الاوّل سے قرآن وحدیث پڑھنے میں مشغول ہو گئے۔ مکرم میر محمود احمد ناصر

صاحب کی روایت ہے کہ کالج چھوڑنے کی وجہ یہ ہوئی کہ کسی طالب علم نے (......) یا احمدیت کے متعلق کوئی ایسا سوال کیا جس کا آپ فوری جواب نہ دے سکے۔اس کا آپ کی طبیعت پر ایسا اثر ہوا کہ آپ نے کالج چھوڑ دیا اور یہ فیصلہ کیا کہ جب تک میں قرآن پورے طور پر نہ پڑھ لوں گا میں کالج نہیں آؤں گا۔ (حیات بشیر صفحہ ۱۲۷ از مکرم عبدالقادر صاحب سوداگرمل)

محترم قاضی اکمل صاحب رسالہ تشحیذ الاذہان میں لکھتے ہیں کہ مجھ سے حضرت مرزا بشیر احمد صاحب نے فرمایا:-

''وہ کالج تو پھر بھی مل جائے گا مگر زندگی کا کچھ اعتبار نہیں۔ ممکن ہے کہ قرآن مجید اور حدیث پڑھنے کا اور پھر وہ بھی نورالدین ایسے پاک انسان سے پھر موقعہ نہ مل سکے اس لئے میں نے یہی بہتر جانا''

(رسالہ تشحیذ الاذہان بابت ماہ مارچ ۱۹۱۳ صفحہ ۱۵۴)

آپ کے کالج چھوڑنے کا پرنسپل کو خاص افسوس ہوا۔اس نے یہ الفاظ لکھے۔

An excellent student. His leaving is a loss to the college. (G-A-W)

یعنی آپ ایک لائق طالب علم تھے اور آپ کا کالج کو چھوڑ جانا کالج کے لئے ایک نقصان دہ امر ہے۔

(رسالہ تشحیذ الاذہان بابت ماہ مارچ ۱۹۱۳ء صفحہ ۱۵۴)

***

حضرت چوہدری سر ظفر اللہ خان صاحب نے چودہ سال کی عمر میں باوجود آشوب چشم کے مرض کے میٹرک کے امتحانات میں شمولیت اختیار کی اور فرسٹ ڈویژن میں پاس ہوئے اور اپنے مدرسہ (امریکن مشن سکول سیالکوٹ) میں اول بھی آئے۔

اس کے بعد (بعمر ۱۵ سال) آپ کو گورنمنٹ کالج لاہور میں داخل کروادیا گیا۔اس زمانہ کا ذکر کرتے ہوئے حضرت چوہدری صاحب فرماتے ہیں:اس زمانہ میں سلسلہ احمدیہ کی سخت مخالفت ہو رہی تھی۔میں ڈارمیٹری میں اکیلا احمدی تھا۔ہم کل آٹھ طالب علم اس کمرہ میں رہتے تھے۔دو تین ان میں سے کبھی شرارت پر اُتر آتے تھے مجھے دق کرتے۔پہلے سال گرمی کی تعطیلوں میں جب میں گھر گیا۔تو میں نے والد صاحب کی خدمت میں گذارش کی کہ میری رہائش کا انتظام ہوسٹل سے باہر کردیا جائے۔وجہ معلوم ہونے پر انہوں نے فرمایا تم ابھی سے گھبرا گئے ہو زندگی میں تو تمہیں اس سے بھی بہت بڑی مشکلوں کا سامنا ہوگا۔اگر ابھی برداشت کی عادت نہیں ڈالو گے تو آگے چل کر کیا کرو گے۔میں خاموش ہوگیا

آپ فرماتے ہیں:انٹرمیڈیٹ کے دونوں سالوں میں گرمیوں میں مجھے آشوب چشم کی بڑی سخت تکلیف رہی اور آزمائشی امتحانات میں سے اکثر میں تو شمولیت ہی اختیار نہ کرسکا اور بعض میں بہترین کارکردگی نہ دکھا سکا۔

یونیورسٹی کے امتحانات کی تیاری کے لئے سردیوں کے تین چار مہینے میسر آگئے ان آخری مہینوں میں اوسطاً دس بارہ گھنٹے توجہ کے ساتھ مطالعہ کرلیتا تھا۔اللہ تعالیٰ نے اپنے کمال فضل اور رحم سے مجھے یونیورسٹی کے امتحان میں کامیابی عطا فرمائی۔

(تحدیث نعمت صفحہ ۷)

حضرت چوہدری صاحب سکول کے ابتدائی درجوں میں اپنے والد صاحب کے مقرر کردہ ٹائم ٹیبل کے مطابق اس طرح دن گزارتے تھے۔آپ فرماتے ہیں۔

''تجویز کردہ پروگرام کے مطابق مدرسے کے ابتدائی درجوں میں ہی ملازم صبح ہوتے ہی مجھے ٹیوٹر کے پاس چھوڑ آتا،وہاں سے میں مدرسے چلا جاتا،میرا کھانا مدرسے بھیج دیا

جاتا، مدرسے سے میں پھر ٹیوٹر کے پاس چلا جاتا۔ وہیں میرے لئے گھر سے دودھ آجاتا۔ شام کو میں کھانے کے لئے گھر آتا۔ کھانا ختم ہوتے ہی ملازم مجھے ٹیوٹر کے پاس چھوڑ آتا اور رات کو مجھے واپس گھر لے آتا" (تحدیث نعمت صفحہ ۱۴)

حضرت چوہدری صاحب کے والد صاحب کی بڑی خواہش تھی کہ انہیں قرآن کریم کا ترجمہ آجائے۔ پہلے انہوں نے حضرت چوہدری صاحب کو مولوی عبدالکریم صاحب اور پھر مولوی فیض الدین صاحب کے پاس بھجوایا۔ آشوب چشم کی وجہ سے باقاعدہ حاضر نہ ہوسکتے تھے۔ لہذا رفتار سست رہی۔

آپ روایت کرتے ہیں:-

"جب میٹریکولیشن کے امتحان میں صرف چھ مہینے باقی رہ گئے تو والد صاحب نے دریافت فرمایا کہ قرآن کریم کا ترجمہ کہاں تک پڑھ لیا ہے۔ میں نے عرض کی کہ ساڑھے سات پارے ختم کئے ہیں۔ اس پر انہوں نے فرمایا اس رفتار سے تو تم شائد کالج جانے تک دس پارے بھی نہ مکمل کرسکو اور میری بڑی خواہش ہے کہ کالج جانے سے پہلے تم سارے قرآن کا سادہ ترجمہ ضرور سیکھ لو۔ اس سے آگے تمہارے اپنے ذوق اور اخلاص پر منحصر ہے مگر اس قدر سکھا دینا میرا فرض ہے۔

اب وقت تھوڑا رہ گیا ہے تم دن میں فراغت کے وقت دو تین رکوع کا ترجمہ دیکھ لیا کرو اور شام کو مجھے سنا دیا کرو چنانچہ اس طریقہ پر انہوں نے امتحان تک مجھ سے قرآن کا ترجمہ سن لیا"۔ (تحدیث نعمت صفحہ ۶)

***

پروفیسر ڈاکٹر عبدالسلام صاحب اپنے بارے میں لکھتے ہیں کہ:-

میں گورنمنٹ کالج لاہور سے ایم۔اے کرنے کے بعد ۱۹۴۶ء میں کیمبرج پہنچا۔ کیمبرج کے کلاس روم میں طالبعلم اس انداز سے بیٹھتے ہیں جس طرح نماز سے پہلے نمازی مسجد میں آکر بیٹھتے ہیں۔ لیکچرار کے آنے سے پیشتر ایک سناٹا ہوتا ہے۔ لیکچر کے درمیان میں انگریز طالب علم چار چار قسم کی سیاہیوں والا قلم اور صحیح لکیریں ڈالنے کے لئے رولر استعمال کررہا ہوگا۔ اس کی نوٹس لینے والی کاپیاں ایسی احتیاط سے لکھی گئی ہوں گی جیسے پروفیشنل خوش نویس لکھ رہا ہو۔ میرے ساتھ والے طالبعلم براہ راست سکولوں سے آئے تھے۔ عمر میں مجھ سے سب کم تھے لیکن ان کی خود اعتمادیوں اور امنگوں کا وہ عالم تھا جسے تحصیل کرنے کے لئے مجھے کم از کم دو سال درکار ہوئے۔ وہ ایسے ماحول سے آئے تھے جس میں ان کے سکولوں کا ہر استاد اچھے پڑھنے والے بچوں کو یہ سمجھا کر کیمبرج روانہ کرتا تھا کہ عزیز تم اس قوم کے فرزند ہو جس میں نیوٹن پیدا ہوا تھا۔ سائنس اور ریاضی کا علم تمہاری میراث ہے اگر تم چاہو تو تم بھی نیوٹن بن سکتے ہو۔

کیمبرج میں ڈسپلن کا انداز بھی میرے لئے نیا تھا۔ کیمبرج میں بی۔اے کا امتحان آپ زندگی میں صرف ایک بار دے سکتے ہیں۔ آپ خدانخواستہ فیل ہوجائیں تو پھر دوسری بار امتحان دینا ممکن نہیں۔ ہاسٹل کے ڈسپلن کا یہ عالم تھا کہ دس بجے رات تک آپ بلا اجازت کالج سے باہر رہ سکتے ہیں۔ دس سے بارہ بجے تک ایک پینی جرمانہ لیکن اگر آپ بارہ بجے کے بعد آئے تو سات دن کی Gating ہوگی اور اگر سال کے دوران تین بار ایسا ہوا تو آپ کو کیمبرج سے نکال دیا جائے گا۔

کیمبرج میں ہر طالب علم Adult تصور کیا جاتا ہے۔ اپنے سب کاموں میں مکمل ذمہ دار گنا جاتا ہے۔ اس سے بے جا

تعرض نہیں ہوتا لیکن اس کے ساتھ سزائیں بھی وحشیانہ تھیں۔ جنہیں وہ طالبعلم مردانہ وار قبول کرتے تھے۔ کیمبرج میں یہ سختیاں ۱۹۶۸ء کے بعد سے ہٹ گئیں۔ کیمبرج کا طالب علم ہاتھ سے کام کرنے کا عادی ہوتا ہے۔ مجھے یاد ہے کہ پہلے دن جب میں St. Johns College پہنچا، میرا تمیں سیر کا بکس ریلوے اسٹیشن سے Taxi پر چلا آیا لیکن جب کالج پہنچ کر میں نے پورٹر کو بلایا اور کہا یہ میرا بکس ہے تو اس نے کہا کہ ٹھیک ہے وہ Wheel Borrow ہے آپ اسے اٹھایئے اور باقیوں کے ساتھ اپنے کمرے میں لے جایئے۔

محترم ڈاکٹر صاحب کی ہمشیرہ مکرمہ حمیدہ بشیر صاحبہ بیان کرتی ہیں کہ: بھائی جان کی زندگی کا محور تعلیم سے شغف ہوتا تھا۔ اس لئے بے کار باتوں میں وقت ضائع نہیں کرتے تھے۔ اور تعلیم کی طرف ہی بھرپور توجہ ہوتی تھی۔

گھر میں ان کا ٹائم ٹیبل کچھ یوں ہوتا تھا۔ صبح اٹھے، نماز، قرآن کریم کی تلاوت کے بعد ناشتہ کرنا۔ گھر کے دھلے استری سے بے نیاز کپڑے پہنے بستہ بغل میں دبانا اور سب کو خدا حافظ اسلام علیکم کہہ کر (جب تک سائیکل نہیں خریدا تھا) پیدل سکول جاتے تھے۔ رستہ میں کوئی ہم کلاس مل گیا تو پہاڑے یاد کرتے ہوئے سکول جا پہنچتے۔ سادگی، عاجزی اور اطاعت کا دخل ان کی زندگی میں بہت تھا۔ لکھنے اور پڑھنے میں ان کا اپنا ہی انداز تھا۔ ایک طرف میز پر کتابیں ایک طرف کاپیاں، پنسل، سلیٹ سلیٹی، ہمارے بچپن میں سکول میں ہولڈر اور نب، قلم، دوات اور تختی ہوا کرتی تھی۔ جس سے سب بچے لکھا کرتے تھے۔ قلم سے ہی تختی پر خوشخطی کی مشق کرائی جاتی تھی۔

ذہن میں یہ عادت ڈال دی گئی تھی کہ رات کو جلدی سو جانا ہے اور صبح اذان کے ساتھ ہی اٹھنا ہے۔ لیکن بھائی جان تو سب سے پہلے جاگ کر اپنے کمرہ میں پڑھ رہے ہوتے تھے۔ یہ ان کا معمول ہی دیکھا۔ چھٹی کے دن بھی نہیں سویا کرتے تھے۔

سردی ہو یا گرمی ایک بڑا سا کوٹ زیب تن ہوتا تھا۔ اس کی اندر کی جیب میں چھوٹے سائز کا ترجمہ قرآن کریم، دعاؤں کی کتاب، پاسپورٹ، کاغذات اوپر سامنے کی جیب میں لاتعداد پن موجود ہوتے۔ غالباً ان کے وزن کے برابر کا کوٹ تھا۔ ایک بار جانے لگے تو وہ کوٹ میں نے ہی ان کو پہنایا اور بے تکلفی سے پوچھا کہ آپ اتنا وزن کیوں اٹھاتے ہیں۔ فالتو چیزیں بکس میں رکھ لیں۔ فرمایا یہ ضرورت کا سامان ہوتا ہے۔ میرے پاس وقت نہیں ہوتا کہ بار بار بکس سے نکالوں۔

پاکستان میں آمد پر ایک ضروری امر یہ ہوتا تھا کہ وہ تقریباً جہاں بھی جاتے مختلف کتابیں ضرور خریدتے اگر خود نہ لے جاسکتے تھے تو بعد میں پارسل کے ذریعہ پہنچ جاتیں کسی پر بار نہیں ہوتا تھا کہ کوئی آئے تو لیتا آئے۔ کسی پر بوجھ ڈالنا تو عادت نہ تھی۔ بک سیلرز خود ہی پارسل کرتے تھے۔ اکثر کتابیں اٹلی لے جاتے تھے۔ لندن میں آپ کا گھر حقیقتاً کتابوں سے ہی سجا ہوا ہے۔ کمرہ میں کئی شیلف نہایت سلیقہ سے کتابوں سے ترتیب سے بھرے ہوئے ہیں۔ جن میں ایک بہت بڑا حصہ مختلف ممالک سے لائے ہوئے قرآن کریم سے بھی مزین کیا ہوا ہے۔

جھنگ شہر میں ایک ہمارا آبائی مکان ہے جسے بھائی جان نے نوبل انعام ملنے کے بعد ۱۹۷۹ء میں حکومت پاکستان کے محکمہ آثار قدیمہ کو ''ان ہاؤس'' میوزیم بنانے کے لئے دے دیا تھا۔ دوسرا مکان ہمارے والد صاحب نے تعمیر کرایا تھا۔ جس میں تین کمرے، ایک بیٹھک، ایک سٹور اور ایک برآمدہ ہے کمروں کے سامنے ایک کشادہ صحن ہے۔ ایک کمرہ میں ٹرنک اور دوسرا گھریلو سامان رکھا ہوتا تھا۔ بھائی جان اسی کمرہ میں

پڑھائی کرتے اور سو۔تے بھی تھے۔ ان کی چارپائی کے ساتھ ایک میز رکھی ہوئی تھی جس پر وہ اپنی کتابیں وغیرہ رکھتے تھے۔ چونکہ ان دنوں جھنگ میں بجلی نہیں تھی اس لئے وہ مٹی کے تیل کے لیمپ میں پڑھتے تھے۔ لیمپ کی چمنی ہماری بڑی ہمشیر گان محترمہ باجی مسعودہ بیگم صاحبہ مرحومہ اور باجی حمیدہ بیگم صاحبہ روزانہ صاف کرتی تھیں جب کہ مجھ سے بڑے بھائی محترم چوہدری محمد عبدالسمیع صاحب اور میں لیمپ میں تیل ڈالا کرتے تھے۔ بھائی جان رات کو جلد سو جانے کے عادی تھے۔ وہ زیادہ تر پڑھائی صبح کیا کرتے تھے کیونکہ اس وقت ہر طرف خاموشی ہوتی جس سے انہیں یک سوئی میسر آتی۔ باجی مسعودہ صاحبہ انہیں صبح ۴ بجے جگا دیا کرتی تھیں بلکہ اکثر وہ سب سے پہلے جاگے ہوئے ہوتے تھے۔ گرمی کے موسم میں وہ پڑھائی بیٹھک میں کیا کرتے تھے کیونکہ اس کے دو طرف گلیاں ہونے کی وجہ سے ہوا دار تھی وہ اپنا کورس امتحان سے کم از کم دو ماہ قبل مکمل کر لیتے تھے اور امتحان سے پہلے اسے دو مرتبہ دوہرا لیا کرتے تھے۔

آپ نے ایک انٹرویو میں انہوں نے بتایا کہ "میرا کالج جھنگ اور مگھیانہ کے درمیان تھا اس لئے اس جگہ کو "آدھی وال" کہتے ہیں یہ جگہ جھنگ شہر سے قریباً ڈیڑھ میل کے فاصلہ پر ہے۔ گرمیوں کے موسم میں سخت گرمی سے بچنے کے لئے میں کالج میں ہی بیٹھ کر اپنا 'ہوم ورک' ختم کر لیا کرتا تھا۔ اکثر ایسا ہوتا تھا کہ جھنگ شہر کے میرے ہم جماعت بھی میرے پاس بیٹھ جاتے اور میرے کام کو نقل کر لیا کرتے تھے۔ جب سائے ڈھل جاتے تو ہم پیدل اپنے اپنے گھروں کو چلے جاتے تھے۔

(ماہنامہ خالد 'ڈاکٹر عبدالسلام نمبر' صفحہ ۵۶، ۵۷)

پرنسپل صاحبان جامعہ احمدیہ

❋......حضرت سید محمد سرور شاہ صاحب
(۲۰ر مئی ۱۹۲۸ تا ۳۰ر اپریل ۱۹۳۹)

❋......حضرت حافظ مرزا ناصر احمد صاحب
(خلیفۃ المسیح الثالث رحمہ اللہ تعالیٰ)
(یکم مئی ۱۹۳۹ تا ۷ر مئی ۱۹۴۴)

❋......حضرت مولانا ابو العطاء جالندھری صاحب
(۲۴ر مئی ۱۹۴۴ تا یکم جولائی ۱۹۵۳)

❋......حضرت قاضی محمد نذیر لائلپوری صاحب
(۲ر جولائی ۱۹۵۳ تا ۳۰ر جون ۱۹۵۷)

❋......حضرت سید میر داؤد احمد صاحب
(یکم جولائی ۱۹۵۷ تا وفات ۲۴ر اپریل ۱۹۷۳)

❋......حضرت ملک سیف الرحمٰن صاحب
(۲۵ر اپریل ۱۹۷۳ تا ۱۹۸۴)

❋......محترم مولانا عطاء اللہ کلیم صاحب (قائمقام)
(۱۹۸۴ تا ۲۰ر دسمبر ۱۹۸۵)

❋......محترم ملک مبارک احمد صاحب (قائمقام)
(۲۱ر دسمبر ۱۹۸۵ تا ۲۲ر دسمبر ۱۹۸۶)

❋......محترم سید میر محمود احمد ناصر صاحب
(۲۳ر دسمبر ۱۹۸۶ تا حال)

❋......محترم صاحبزادہ مرزا انس احمد صاحب (ایڈمنسٹریٹر)
(مارچ ۱۹۸۱ء تا ۱۹۸۵ء)

(مرتبہ: مکرم راجہ برہان احمد طالع صاحب)

کمپیوٹر سے متعلقہ چند معلومات

(طاہر احمد عمیر۔ دارالعلوم غربی صادق ربوہ)

۱۔ ہمیشہ یادرکھیں کہ جب بھی آپ نیا آپریٹنگ سسٹم انسٹال کرنے جائیں تو بایوس سیٹ اپ میں سے بوٹ وائرس ڈٹیکٹر (Boot Virus Detector) کو ڈس ایبل کردیں۔ ورنہ انسٹالیشن کے دوران جب آپ کا آپریٹنگ سسٹم ماسٹر بوٹ ریکارڈز پر لکھے گا تو وائرس ڈٹیکٹر اسے بھی ایک وائرس کا حملہ تصور کرے گا اور ہوسکتا ہے کہ آپ کو انسٹالیشن دوبارہ شروع کرنا پڑے۔ ایسا زیادہ تر لینکس اور یونکس کی انسٹالیشن کے دوران ہوتا ہے۔

۲۔ جب کبھی آپ ایک ہی IDE پر دو مختلف ڈرائیوز لگانا چاہیں تو اس بات کا خاص خیال رکھیں کہ پرائمری میں آپ ایسی ڈرائیو لگائیں جو کہ دوسری ڈرائیو کے مقابلے میں زیادہ تیز رفتار ہو۔ مثال کے طور پر اگر آپ ہارڈ ڈسک اور CD ڈرائیو کو ایک ہی IDE کی مدد سے مدر بورڈ سے جوڑنا چاہتے ہیں تو ہارڈ ڈسک کو پرائمری ڈرائیو ہونا چاہیے۔ اگر آپ اس کے برعکس کام کریں گے تو آپ کی دونوں ڈرائیوز کی رفتار متاثر ہوجائے گی اور دونوں اپنی صلاحیت سے کم کام کریں گی۔

۳۔ کمپیوٹر کے آن ہوتے ہی اگر آپ کو کوئی ایسا ''ایرر'' (Error) ملے جس کا نمبر 3 سے سٹارٹ ہوتا ہے (مثلاً 301 یا 367 وغیرہ) تو اس کا مطلب یہ ہے کہ آپ کے کی بورڈ میں کوئی مسئلہ ہے۔

۴۔ ہارڈ ڈسک میں بیڈ سیکٹر آجانے سے ہر وقت یہ دھڑکا لگا رہتا ہے کہ کسی بھی وقت پوری ہارڈ ڈسک خراب ہوجائے گی۔ اس لئے جب بھی آپ ہارڈ ڈسک خریدیں اس میں چیک کرلیں کہ کہیں اس میں بیڈ سیکٹر تو نہیں۔ بیڈ سیکٹرز چیک کرنے کے لئے کمپیوٹر کو کسی بوٹ ایبل Bootable disk ڈسک سے بوٹ کروائیں اور پھر کمانڈ لائن پر لکھیں Scankdisk/all اور پھر انٹر کردیں۔ عمومی چیکنگ کے بعد اسکین ڈسک آپ سے سرفیس اسکین کے بارے میں پوچھے گا کہ کیا اس ڈرائیو پر سرفیس اسکین چلایا جائے تو آپ Yes کردیجیے۔ سرفیس اسکین کے دوران غور سے اسکرین کو دیکھتے رہیں۔ اگر ہارڈ ڈسک میں کہیں بیڈ سیکٹرز موجود ہوئے تو آپ کو اس کے کلسٹرز میں لال رنگ سے B لکھا نظر آئے گا۔ ایسا اس وقت لازمی کریں جب آپ ایک استعمال شدہ ہارڈ ڈسک خرید رہے ہوں۔ اور ہاں یہ بات لازمی یادرکھیں کہ صرف اسکین ڈسک ہی کافی نہیں۔ آپ اس ہارڈ ڈسک، کو فارمیٹ بھی کر کے دیکھیں۔ کیونکہ بعض اوقات، ہارڈ ڈسک، اسکین ڈسک میں تو صحیح نظر آتی ہے۔ مگر جب آپ اسے فارمیٹ کرنے کی کوشش کرتے ہیں تو وہ فارمیٹ نہیں ہوتی۔

۵۔ مائی کمپیوٹر پر رائٹ کلک کر کے ری نیم (Rename) سلیکٹ کریں۔ اب اس کا نام (جو نام بھی آپ رکھنا چاہیں مثلاً abcd)

<marquee>abcd<marquee>

لکھ دیں۔ اب مائی کمپیوٹر کھولیں abcd آپ کو حرکت کرتا ہوا نظر آئے گا۔

۶۔ اگر آپ مائی کمپیوٹر کے آئیکن (Icon) کی جگہ اپنی تصویر لگانا چاہتے ہیں تو آپ سب سے پہلے اپنی تصویر سکین

کرالیں۔ پھر آپ اس آئیکن کے لئے کوئی نام ٹائپ کردیں لیکن اس کی ایکسٹینشن ICO. لازماً لکھ دیں۔ آئیکن بننے کے بعد ڈیسک ٹاپ پر خالی جگہ میں رائٹ کلک کرکے پراپرٹیز سلیکٹ کریں۔ ڈسپلے پراپرٹیز میں سے Effects کے ٹیپ پر کلک کریں۔ پھر آپ ڈیسک ٹاپ آئیکنز میں سے مائی کمپیوٹر کو سلیکٹ کریں اور چینج آئیکن کے بٹن کو پریس کردیں۔ اگلی ونڈو میں سے براؤزر کے بٹن کے ذریعے اپنی تصویر والا آئیکن سلیکٹ کرلیں۔ OK کا بٹن دبادیں۔ اب آپ مائی کمپیوٹر پر جلوہ افروز ہیں۔

۷۔ جب آپ انٹرنیٹ استعمال کررہے ہوں تو جب بھی آپ نے کوئی سائٹ کھولنی ہو تو آپ اس کا ویٹ ایڈریس اس طرح لکھتے ہیں۔ www.hotmail.com۔ انٹرنیٹ ایکسپلورر میں ایک ایسا طریقہ ہے کہ آپ www اور com. لکھے بغیر ہی اس ویب سائٹ تک رسائی حاصل کرسکتے ہیں۔ مثلاً آپ اڈریس بار میں hotmail لکھیں اور کی بورڈ سے Ctrl+Enter پریس کریں۔ یعنی Ctrl بٹن دبائے ہوئے انٹر کا بٹن دبادیں تو انٹرنیٹ ایکسپلورر ٹائپ کئے ہوئے الفاظ کے ساتھ شروع میں www اور آخر میں com. خود ہی لگالے گا۔ اور یوں وہ ویب سائٹ آپ کے سامنے open ہوجائے گی۔

۸۔ اگر آپ اپنی ہارڈ ڈسک کی پارٹیشن کرنا چاہتے ہیں تو اس کے لئے ضروری ہوتا ہے کہ آپ کو ہارڈ ڈسک میں موجود تمام ڈیٹا ضائع کرنا ہوگا۔ لیکن ایک ایسا طریقہ بھی ہے کہ پارٹیشن بھی ہوجاتی ہے اور ڈیٹا بھی ضائع نہیں ہوتا۔ اس کے لئے ایک سافٹ استعمال کیا جاتا ہے جسے پارٹیشن میجک کہتے ہیں۔ یہ سافٹ ویئر آپ کی ہارڈ ڈیسک میں موجود ڈیٹا ضائع کئے بغیر ہی پارٹیشن میں حسب ضرورت تبدیلی کرتا ہے۔

●●●●●●●●●●●

رپورٹ

آل پاکستان مقابلہ جات

(مرسلہ: ناظم صحت جسمانی مجلس خدام الاحمدیہ علاقہ لاہور)

آل پاکستان مسرور باسکٹ بال ٹورنامنٹ

مجلس خدام الاحمدیہ علاقہ لاہور کے زیر اہتمام اللہ تعالیٰ کے فضل سے مورخہ 7، 8 مئی 2004ء کو آل پاکستان مسرور باسکٹ بال ٹورنامنٹ، اقبال پارک سپورٹس کمپلیکس لاہور میں منعقد ہوا۔

انتظامیہ کمیٹی

انتظامات سپورٹس و پروگرام: مکرم محمد محمود خان صاحب
نگران اعلیٰ: مکرم شعیب نیر صاحب
پانی و ریفریشمنٹ: مکرم ملک راشد صاحب
رجسٹریشن و رہائش: مکرم مرزا اعتراف احمد صاحب
ضیافت: مکرم قمر احمد شہید صاحب
کھانا کھلانا: مکرم عامر مشہود صاحب
مکرم خالد انصر صاحب
ٹرانسپورٹ: مکرم زبیر ملک صاحب
نظم و ضبط و تیاری سٹیج: مکرم محمد منور خان صاحب
عمومی: مکرم خالد ملک صاحب

ٹورنامنٹ کا افتتاح

ٹورنامنٹ کا افتتاح مورخہ 7 مئی کو بعد نماز مغرب و عشاء مکرم آصف چیمہ صاحب مربی ضلع لاہور نے دارالذکر میں کیا۔ اس کے بعد تمام کھلاڑیوں کو اقبال پارک سپورٹس کمپلیکس لیجایا گیا۔ رات آٹھ بجے میچز کا سلسلہ شروع ہوا۔ چار لیگ میچز کھیلے گئے۔

پہلا سیمی فائنل لاہور اور کراچی کے مابین ہوا جو علاقہ لاہور نے جیت لیا۔ دوسرا سیمی فائنل ربوہ اور حیدرآباد کے مابین کھیلا گیا جو علاقہ ربوہ نے جیت لیا اس طرح لاہور اور ربوہ فائنل میں پہنچے۔ فائنل میچ دیکھنے کے لئے مہمان خصوصی مکرم و محترم سید محمود احمد شاہ صاحب صدر مجلس خدام الاحمدیہ پاکستان اور مہتمم صحت جسمانی پاکستان مکرم رفیق احمد ناصر صاحب تشریف لائے۔ لاہور اور ربوہ کے درمیان بہت شاندار میچ کھیلا گیا جو علاقہ لاہور نے جیت لیا اس طرح علاقہ لاہور کی ٹیم آل پاکستان مسرور باسکٹ بال ٹورنامنٹ کی ونر قرار پائی۔

اختتام

میچز کے بعد گراؤنڈ میں ہی اختتامی تقریب کا آغاز ہوا مہمان خصوصی مکرم و محترم صدر صاحب مجلس خدام الاحمدیہ پاکستان نے کھلاڑیوں اور آفیشلز میں شیلڈز، ٹرافیز اور سندِ شرکت تقسیم فرمائیں۔

انعامات کی اس تقریب کے بعد مکرم صدر صاحب خدام الاحمدیہ پاکستان نے اپنے اختتامی کلمات سے نوازا۔ صدر صاحب نے خدام کو نصیحت کرتے ہوئے فرمایا کہ فارغ بیٹھنا، فضول گپیں مارنا اور سگریٹ پینے سے لاکھ درجے بہتر ہے کہ آپ گراؤنڈ میں آ کر کھیلیں جس سے آپ کی جسمانی صحت کو ہر لحاظ سے فائدہ ہوگا۔ آخر میں محترم صدر صاحب نے دعا کروائی۔

آل پاکستان محمود بیڈمنٹن ٹورنامنٹ

مجلس خدام الاحمدیہ علاقہ لاہور کے زیر اہتمام مورخہ 2,3,4/اپریل 2004ء کو آل پاکستان محمود بیڈمنٹن ٹورنامنٹ، اقبال پارک سپورٹس کمپلیکس لاہور میں منعقد ہوا۔

ٹورنامنٹ کا افتتاح

مورخہ 3/اپریل 2004ء کو صبح 8:00 بجے دارلذکر لاہور میں باقاعدہ افتتاح ہوا اور اس کے بعد تمام کھلاڑیوں کو اقبال پارک سپورٹس کمپلیکس لیجایا گیا۔ پہلے ڈبلز اور بعد میں سنگلز مقابلے شروع کروائے گئے۔

4/اپریل کو صبح 10:00 بجے ٹیم ایونٹ کے میچز کا سلسلہ شروع کیا گیا، مہمان خصوصی کی آمد پر سب سے پہلے سنگلز فائنل کا مقابلہ کروایا گیا جو کوئٹہ کے احمد ابراہیم اور لاہور کے محمد معظم کے مابین کھیلا گیا، اس میچ کے فاتح احمد ابراہیم قرار پائے۔ اس کے بعد ٹیم ایونٹ کا فائنل شروع کیا گیا جو کوئٹہ اور لاہور کے مابین کھیلا گیا، ٹیم ایونٹ کے میچز Best of Three پر مشتمل تھے، پہلا سنگلز میچ علاقہ کوئٹہ کے احمد ابراہیم اور علاقہ لاہور کے منظور احمد کے مابین ہوا جو کوئٹہ کے احمد ابراہیم نے 0-2 سے جیت لیا، ٹیم ایونٹ کا دوسرا ڈبلز میچ علاقہ لاہور کے محمد معظم و منظور احمد اور علاقہ کوئٹہ کے احمد ابراہیم و سعادت کے مابین ہوا جو علاقہ لاہور نے 0-2 سے جیت لیا، ٹیم ایونٹ کا فائنل سنگلز میچ علاقہ لاہور کے محمد معظم اور کوئٹہ کے شجاعت کے مابین کھیلا گیا جو کہ لاہور کے محمد معظم نے جیت لیا۔ ٹیم ایونٹ کی فاتح ٹیم علاقہ لاہور قرار پائی۔

اختتامی تقریب کے مہمان خصوصی مکرم رفیق احمد ناصر صاحب مہتمم صحت جسمانی پاکستان نے جیتنے والے کھلاڑیوں کو ٹرافیز، شیلڈز اور ٹورنامنٹ میں شریک تمام کھلاڑیوں کی حوصلہ افزائی کے لئے تحفتاً ایک T-Shirt اور سند شرکت دیں۔

● ● ● ● ● ● ● ●

انٹرنیٹ کے مضر اثرات

(مرسلہ: نظارت اصلاح وارشاد مرکزیہ)

اس وقت انٹرنیٹ اور ٹی وی کا غلط استعمال دنیا بھر میں بے پناہ مسائل پیدا کر رہا ہے جس سے نوجوان نسل کو بچانا ازحد ضروری ہے۔ ہمارے پیارے امام حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے مختلف مواقع پر والدین کو توجہ دلائی ہے کہ اس حوالے سے نئی نسل کی نگرانی کریں۔ انٹرنیٹ کے بارے میں حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے مورخہ 30 جنوری 2004ء کے خطبہ جمعہ میں ارشاد فرمایا کہ متعدد بار انٹرنیٹ کے رابطوں کے بارے میں احتیاط کا کہہ چکا ہوں بعد میں پچھتانے کا کوئی فائدہ نہیں ہے۔ یہ باپوں کی بھی ذمہ داری ہے، یہ ماؤں کی بھی ذمہ داری ہے کہ انٹرنیٹ کے رابطوں کے بارے میں بچوں کو ہوشیار کریں۔

اس لئے درج ذیل امور پر خصوصی توجہ کی ضرورت ہے۔

۱۔ اگر گھر میں کمپیوٹر موجود ہے تو اسے بچے کے پرائیویٹ کمرے میں رکھنے کی بجائے کامن رومز میں رکھیں تاکہ آتے جاتے کمپیوٹر پر نظر پڑ سکے کہ بچہ کمپیوٹر کو کس کام کے لئے استعمال کر رہا ہے۔

۲۔ کوشش کریں کہ بچے انٹرنیٹ کلبز یا انٹرنیٹ کیفے میں نہ جائیں۔

۳۔ رات زیادہ دیر تک بچوں کو انٹرنیٹ اور کمپیوٹر استعمال کرنے سے روکنا بہت ضروری ہے۔ کیونکہ رات گئے تک کمپیوٹر استعمال کرنے والے بچے یا تو انٹرنیٹ کا غلط استعمال کرتے ہیں یا پھر چیٹنگ کر کے اپنا وقت برباد کر رہے ہوتے ہیں۔

چیٹنگ کے حوالے سے حضور انور نے مورخہ 30 اکتوبر 2003ء کو لجنہ UK کے اجتماع کے موقع پر فرمایا کہ:-

انٹرنیٹ پر رابطے نہیں ہونے چاہئیں۔ پیار سے سمجھائیں، آرام سے سمجھائیں...... خود بھی ہوش کریں ورنہ یاد رکھیں کہ احمدی ماؤں کی کوکھ سے نکلنے والے بچے آپ غیروں کی گود میں دے رہی ہوں گی، کیوں آپ لوگ اپنے پر اور اپنی نسلوں پر ظلم کر رہے ہیں۔

اسی طرح ان دنوں سی ڈیز اور فلموں کی طرف بھی رجحان زیادہ بڑھ رہا ہے اس کی نگرانی کی بھی اشد ضرورت ہے۔ فلموں کے حوالے سے حضور انور نے 30 جنوری 2004ء کے خطبہ جمعہ میں فرمایا کہ:-

اس بارہ میں عورتوں اور مردوں دونوں کو یکساں احتیاط کی ضرورت ہے۔ دکانیں کھلی ہوئی ہیں وہاں جا کر ویڈیو کیسٹس یا ویڈیو سی ڈیز لے آتے ہیں پھر یہ انتہائی بیہودہ اور لچر قسم کی فلمیں اور ڈرامے ہوتے ہوں گے...... اس کے بدنتائج سے لوگوں کو آگاہ کرتے رہنا چاہیے، سمجھانا چاہیے۔ کیونکہ اس کا نتیجہ یہی نکلتا ہے کہ یہ چیزیں غلط راستوں کی طرف لے جاتی ہیں۔

اگر آپ اپنے بچوں کو ان لغویات سے بچا کر ان کا مستقبل روشن کرنا چاہتے ہیں تو پھر اس کا یہی حل ہے کہ انہیں پنجوقتہ نماز کا پابند بنا دیں کیونکہ قرآن کریم میں اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے کہ نماز برائیوں اور بے حیائی سے روکتی ہے۔ اس لئے روز بچوں کا جائزہ لیں کہ انہوں نے کتنی نمازیں ادا کی ہیں۔ اللہ تعالیٰ ہماری نئی نسل کو اعلیٰ اخلاق کا مالک بنائے اور ان کے کردار کی خود حفاظت فرمائے۔ آمین (خدام الاحمدیہ)

نیٹ کیفے

راولپنڈی شہر کی ایک مارکیٹ میں دو برس پہلے کسی صاحب نے نیٹ کیفے بنایا، انہوں نے چھوٹے چھوٹے کیبن بنائے ان میں کمپیوٹر رکھے اور کیبن کو دروازے لگا دیئے۔ یہ دروازے اندر سے لاک ہو جاتے تھے۔ کیبنز کے اوپر انہوں نے لائٹس لگائیں اور ان لائٹس میں خفیہ کیمرے چھپا دیئے۔ کیفے کھلا تو چند ہی روز میں وہاں نوجوان لڑکے لڑکیاں آنا شروع ہو گئے۔ یہ نوجوان جوڑوں کی شکل میں آتے۔ کیبن میں جاتے اسے اندر سے بند کرتے، کمپیوٹر پر گندی سائٹس دیکھتے۔ کیفے کی انتظامیہ نوجوانوں کی یہ حرکات ریکارڈ کر لیتی بعد ازاں ان جوڑوں کو یہ فلم دکھائی جاتی اور انہیں بلیک میل کر کے ان سے گھناؤنے کام لئے جاتے۔ یہ سلسلہ چلتا رہا یہاں تک کہ ایسے ۲۵ نوجوان جوڑوں کی سی ڈی پاکستان سے دوبئی گئی وہاں وہ دس لاکھ روپے میں بکی۔ اس کی کاپیاں ہوئیں۔ یہ کاپیاں برطانیہ، امریکہ، فرانس اور جرمنی گئیں اور وہاں سے واپس پاکستان آئیں۔ شروع شروع میں یہ سی ڈی کراچی، لاہور اور اسلام آباد میں چار پانچ ہزار میں فروخت ہوتی رہی۔ اسی ''آمد و رفت'' کے دوران یہ سی ڈی کسی گینگ کے ہتھے چڑھ گئی۔ اس گینگ نے ان ۲۵ خاندانوں کا سراغ لگایا اور سی ڈی کی کاپیاں ان جوڑوں کے گھروں تک پہنچا دیں۔ بس اس حرکت کی دیر تھی تیل پر چنگاری آ گری اور اس سکینڈل کی شکار تین لڑکیوں نے خودکشی کر لی۔ ایک کو والد نے قتل کر دیا، دو شادی شدہ خواتین کو طلاق ہو گئی جبکہ لڑکے گھر سے بھاگ گئے۔ اس سی ڈی میں شامل چند نوجوانوں کا تعلق راولپنڈی کے انتہائی معزز گھرانوں سے تھا۔ یہ معزز گھرانے اس گینگ کا چارہ بن گئے اور اب مسلسل بلیک میل ہو رہے ہیں۔ (روزنامہ جنگ۔ ۲۸/اپریل ۲۰۰۴ء اداریہ صفحہ)

بلڈ گروپنگ کا طریق

(مکرم شاہد محمود صاحب سیالکوٹ)

-1 سپرٹ میں بھگوئی ہوئی روئی (Spirit Swab) لیں اور اس سے انگلی کو اچھی طرح صاف کریں (یہاں پر یہ یاد رہے کہ اُنگلی وہ استعمال کریں جو روزمرہ کے کاموں میں سب سے کم استعمال ہوتی ہو)۔

-2 سٹیل کی تیز نوک والی بلڈ لانسیٹ (blood lancet) نیڈل سے اُنگلی کے پور کو Prick کریں۔ یہ نیڈل سٹرلائزڈ (sterlised) ہوتی ہے اور بازار میں دستیاب ہے۔

-3 جب اُنگلی سے خون نکلنا شروع ہو جائے تو اُنگلی کو پیچھے سے پکڑ کر تھوڑا سا دبائیں اور پلیٹ پر بنے ہوئے خانوں میں "A" کے سامنے ایک قطرہ خون "B" کے سامنے ایک قطرہ خون اور "D" کے سامنے ایک قطرہ خون کا لگائیں اور اُنگلی کے اوپر سپرٹ سویب رکھ کر دبا دیں تا کہ مزید خون نکلنا بند ہو جائے۔

-4 "A" کے سامنے والے خون کے قطرے پر Anti-A کیمیکل کا ایک قطرہ ڈالیں جو کہ نیلے (Blue) رنگ کا ہے "B" کے سامنے والے خون کے قطرے پر Anti-B کیمیکل کا ایک قطرہ ڈالیں جو کہ پیلے (زرد) (Yellow) رنگ کا ہے اور "D" کے سامنے والے خون کے قطرے پر Anti-D کیمیکل کا ایک قطرہ ڈالیں جو کہ سفید (Colourless) ہے۔

-5 اب تینوں قطروں کو علیحدہ علیحدہ سٹک (Tooth Pick) سے مکس (Mix) کریں۔

-6 اب پلیٹ کو ہاتھ میں پکڑ کر آہستہ آہستہ دائرے کی صورت میں ایک سے دو منٹ تک گھمائیں اور Agglutination (پھٹ جانا) چیک کریں۔ یہاں پر یہ یاد رہے کہ "D" دوسروں کی نسبت دیر سے پھٹتا ہے۔

-7 اگر Agglutination "A" میں آئے اور "D" میں آئے تو یہ بلڈ گروپ "A" POSITIVE ہوگا۔

-8 اگر Agglutination "B" میں آئے اور "D" میں آئے تو یہ بلڈ گروپ "B" POSITIVE ہوگا۔

-9 اگر Agglutination "A" میں آئے اور "B" میں آئے اور "D" میں بھی آئے یعنی تینوں میں آئے تو یہ بلڈ گروپ "AB" POSITIVE ہوگا۔

-10 اگر Agglutination صرف "D" میں آئے تو یہ بلڈ گروپ "O" POSITIVE ہوگا۔

-11 اگر Agglutination صرف "A" میں آئے اور باقی کسی میں نہ آئے تو یہ بلڈ گروپ "A" NEGATIVE ہوگا۔

-12 اگر Agglutination صرف "B" میں آئے اور باقی کسی میں نہ آئے تو یہ بلڈ گروپ "B" NEGATIVE ہوگا۔

-13 اگر Agglutination "A" میں اور "B" میں آئے اور "D" میں نہ آئے تو یہ بلڈ گروپ "AB" NEGATIVE ہوگا۔

-14 اگر Agglutination نہ ہی "A" میں آئے اور نہ ہی "B" میں آئے اور نہ ہی "D" میں آئے یعنی کسی میں بھی نہ آئے تو یہ بلڈ گروپ "O" NEGATIVE ہوگا

(نوٹ: یہ ٹیسٹ انگلی سے خون لینے کی بجائے ورید (Vein) سے بذریعہ سرنج خون لے کر بھی کیا جا سکتا ہے)

****

رسالہ خالد کو "طاہر نمبر" کی بے پناہ مقبولیت اور لاجواب کامیابی پر مبارک باد

منجانب

محمود احمد خان

چک ML16 ضلع میانوالی

دنیا کو باور کرانے کی ضرورت ہے کہ......

حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے 20 / جون 2003ء کے خطبہ جمعہ میں فرمایا:-

''آج ہر احمدی کا یہ فرض بنتا ہے کہ (دین حق) کی جو تصویر، جو تعلیم حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے کھینچی ہے اور دی ہے اس کو لے کر (دین حق) کے امن اور آشتی، صلح اور صفائی کے پیغام کو ہر جگہ پہنچا دیں اور دنیا میں یہ منادی کریں کہ (دین حق) تلوار سے نہیں بلکہ اپنی حسین تعلیم سے دنیا میں پھیلا ہے اور اپنوں کو جو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف اپنے آپ کو منسوب کر رہے ہیں یہ پیغام دیں کہ تم کس غلط راستے پر چل رہے ہو۔ ان کو سمجھائیں، ان کے لئے دعائیں کریں کیونکہ یہ لوگ بھی اِنَّھُمْ لَا یَعْلَمُوْنَ کے زُمرے میں ہیں۔

دنیا کو باور کرانے کی ضرورت ہے کہ (دین حق) کی ترقی آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانے میں بھی اس فانی فی اللہ کی دعاؤں کا نتیجہ تھی اور اس زمانہ میں بھی انشاء اللہ تعالیٰ آپ کے عاشق صادق اور غلام حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی دعاؤں اور (دین حق) کے صحیح تصور کو دنیا کے سامنے پیش کرنے کے نتیجے میں ہو گی۔ انشاء اللہ۔''

(الفضل انٹرنیشنل 15 تا 21 / اگست 2003ء)

Monthly KHALID C. Nagar
September 2004
Regd. CPL # 75/CR
Mansoor Ahmad Nooruddin